ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
41
30 شوال تا 6 ذوالقعدہ 1430ھ/ 20 تا 26 اکتوبر 2009ء

بدترین اجتماعی نظام

عوام جس بدترین اجتماعی نظام کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں، یہ نظام باقی اور قائم رہنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ خلافِ فطرت ہے۔ جو لوگ آج اس انوکھے نظام کو سنبھالے ہوئے ہیں اور اسے سہارے دے دے کر کھڑا کرنا چاہتے ہیں، چاہے وہ استحصالی ہوں جو صالح معاشرہ قائم کرنے اور اُسے بچانے کی تکالیف اور ضروری مشقتوں میں حصہ دار نہیں بننا چاہتے، اور چاہے وہ سرکش اور جابر انسان ہوں جن پر یہ صدمہ نہایت شاق گزرتا ہے کہ عدالت (نظامِ عدل) اپنی صحیح روش پر چل پڑی تو انہیں اس کھوٹے اقتدار سے محروم کردے گی جو کسی بنیاد پر قائم نہیں ہے۔ اور چاہے وہ سرمایہ دار ہوں جو حرام سرمائے پر اکڑ رہے ہیں اور اس میں راہِ اعتدال پر چلنے کی طاقت نہیں پاتے۔ یا پیشہ ور دینداروں کا وہ ٹولہ جو اپنے آپ کو چند کھوٹے سکوں کی خاطر فروخت کر چکا ہے۔ یہ سب لوگ وہ کام کرنا چاہتے ہیں جس کی ان میں طاقت نہیں کیونکہ یہ فطرت کے خلاف عمل میں مصروف ہیں۔ یہ اپنے آپ کو خود تباہی میں ڈال رہے ہیں کیونکہ فرصت کے وقت کے قیمتی لمحات کو ضائع کر رہے ہیں۔ کاش ایسا ہوتا کہ جب بربادی آتی تو یہ اکیلے ہی برباد ہوتے، لیکن دکھ تو اس بات کا ہے کہ جب یہ برباد ہوں گے تو اپنے ساتھ بدقسمت ملک کو بھی لے ڈوبیں گے۔ ابھی وقت باقی ہے کہ اہلِ وطن ان کے ہاتھ پکڑ لیں، قبل اس کے کہ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا یہ سچا وعدہ ثابت ہو جائے! ”اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہیں تو اس کے بہرہ وروں کو اس پر مسلط کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اس میں اُدھم مچا دیتے ہیں، تو اللہ کا وعدہ اس بستی کے خلاف ثابت ہو جاتا ہے۔ اور ہم اسے تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔“

معرکۂ اسلام اور سرمایہ داری
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

اندھے کی اقتدا

قرآن حکیم کا پیغام

پاکستان کے خلاف نفسیاتی جنگ

میڈیا زدہ مسلمان اور یہودی عزائم

الطاف حسین کی قادیانیت نوازی

کفار کے لیے اصل مسئلہ خلافت ہے

خلافت کا خاتمہ کیسے ہوا؟

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (393)

سورۃ الاعراف

(آیات:205-206)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾﴾

”اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح وشام یاد کرتے رہو اور (دیکھنا) غافل نہ ہونا۔ جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ اُس کی عبادت سے گردن کشی نہیں کرتے اور اُس پاک ذات کو یاد کرتے اور اُس کے آگے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔“

اللہ کے ذکر کے آداب میں یہ ہے کہ اپنے رب کو اپنے جی میں عاجزی کرتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے یاد کرو۔ یہ مقام عبدیت کا تقاضا ہے۔ اس ”تضرعاً و خیفۃ“ کی انتہا دیکھنا ہو تو رسول اللہ ﷺ کی اس دعا میں دیکھیے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ فِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ)) (رواہ احمد)

”اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے ایک ناچیز غلام اور اونیٰ کنیز کا بیٹا ہوں، مجھ پر تیرا ہی کامل اختیار ہے اور میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر حکم نافذ ہے، اور میرے معاملے میں تیرا ہر فیصلہ عدل ہے۔ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں تیرے ہر اس اسم پاک کے واسطے سے جس سے تو نے اپنی ذاتِ مقدس کو موسوم فرمایا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو تلقین فرمایا یا اپنی کسی کتاب میں نازل فرمایا یا اسے اپنے مخصوص خزانہ غیب ہی میں محفوظ رکھا کہ تو بنادے قرآن مجید کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے رنج وحزن کی جلا اور میرے تفکرات اور غموں کے ازالے کا سبب۔ ایسا ہی ہو، اے تمام جہانوں کے پروردگار“

دعا میں کیفیت بھی عاجزی کی ہو اور الفاظ بھی عاجزی اور انکساری کے ہوں اور خوف خدا طاری ہو۔ دعا میں آواز پست ہو، بلند نہ ہو، ہاں یہ ضرور ہے کہ آدمی دعا اس طرح مانگے کہ جو وہ مانگ رہا ہے خود بھی سن رہا ہو، یعنی اُس کی سماعت بھی اس دعا سے استفادہ کررہی ہو۔ نماز اگر انسان اکیلا بھی پڑھ رہا ہو تو الفاظ اس طرح سے ادا کرے کہ خود بھی سنے۔ اُس کے کان بھی مستفید اور مستنیر ہو رہے ہوں۔

اللہ کا ذکر صبح کے وقت اور شام کے اوقات میں بھی کرو۔ جس طرح ”نور“ کا لفظ قرآن مجید میں ہمیشہ واحد ہی آیا ہے اور ”ظلمات“ ہمیشہ جمع، اسی طرح ”غُدُوٌّ“ بھی ہمیشہ واحد آتا ہے اور ”آصال“ جمع۔ ”آصال“ جمع ہے ”اصیل“ کی، یعنی شام کے اوقات۔ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ صبح کی نماز ایک ہی ہے جو اللہ نے فرض رکھی، ہے مگر سورج ذرا مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوتا ہے تو پھر پے در پے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔ فرمایا، ذکر کرتے رہیے اور غافلوں میں سے نہ ہو جایئے۔

بیشک وہ بزرگ ہستیاں ملاءِ اعلیٰ، ملائکہ مقربین جو اللہ کے قریب ترین ہیں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے استکبار نہیں کرتے بلکہ وہ تو اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے سجدے کرتے رہتے ہیں۔ یہ لامکان کی محفل کا ذکر ہے جہاں میر محفل اللہ ہے، حاضرین مقرب فرشتے ہیں اور روحِ محمدیؐ وہاں شمع کی حیثیت سے ہے

خدا خود میر محفل بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو حُبِّ دنیا سے بچاتا ہے

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَاءَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت قتادہ بن نعمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اُس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے (جبکہ اُس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو)۔“

تشریح: دنیا مذموم دراصل وہی ہے جو اللہ سے غافل کرے اور جس میں مشغول ہونے سے آخرت کا راستہ کھوٹا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ جن بندوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے خاص انعامات سے اُن کو نوازنا چاہتا ہے اُن کو اس مردار دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کہ ہم لوگ اپنے مریضوں کو پانی سے پرہیز کراتے ہیں۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اندھے کی اِقتدا

تنظیم اسلامی ایک اسلامی اصولی انقلابی جماعت ہے جو پہلے پاکستان میں اور پھر عالمی سطح پر اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ یہ انقلاب نبویؐ منہج کو اختیار کیے بغیر نہیں آسکتا۔ جس کے مطابق پہلے دینِ حق کی دعوت دی گئی۔ اُسے قبول کرنے والے لوگوں کی حزب اللہ بنائی گئی اور اہم ترین کام یہ ہوا کہ اُن کی تربیت کرکے اُنہیں سمع وطاعت کا خوگر بنا دیا گیا۔ اُنہیں تشدد کرنے کا نہیں بلکہ تشدد سہنے کا حکم تھا۔ اُنہیں ہاتھ باندھے رکھنے کا حکم دیا گیا، تاوقتیکہ مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم آگیا۔ پھر جب کسی درجہ میں قوت فراہم ہوگئی تو اُنہیں ہاتھ کھولنے اور قتال کی اجازت بلکہ حکم دے دیا گیا۔ نبویؐ منہج کی پیروی کرتے ہوئے جب ہم حالات کا تقابل کرتے ہیں تو موجودہ دور مکی دور کے مشابہ ہے۔ لہٰذا اصل ضرورت دعوت، نظم جماعت اور تربیت کی ہے۔ عدم تشدد کو بطور پالیسی اپنانا ہوگا اور دشمنانِ دین کے تشدد سے اپنے عزم کو مصمم کرنا ہوگا۔ ہماری رائے میں اسلام کو آرڈر آف دی ڈے اور مستقل ورلڈ آرڈر بنانے کے لیے بہترین منہج یہی ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے خودکش حملوں اور خونی وارداتوں کی تائید کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں چلنے والے اس خونی ڈرامے کا آغاز کس نے کیا ہے اور جب آپ ڈیزی کٹر بموں، فارسفورس بموں اور جیٹ طیاروں کی آتش فشانی سے ایک خاص نظریہ کے حامل لوگوں کو نیست ونابود کرنے کی کوشش کریں گے اور باقاعدہ کھلی جنگ اُن پر مسلط کردیں گے تو پھر آپ یہ توقع کیوں رکھتے ہیں کہ متاثرہ لوگ آپ کو پھول پیش کریں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِس گلوبل ولیج کو خون میں غسل دینا کس نے شروع کیا؟ کس نے کروسیڈ کا نعرہ لگایا؟ کس نے کہا تھا جو ہمارے ساتھ نہیں، وہ ہمارا دشمن ہے؟ اس ساری صورتِ حال کو جاننے کے لیے ہم سانحہ نائن الیون کا سرسری جائزہ لیں گے اور یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ نوبت یہاں تک کیسے پہنچی۔

نائن الیون کا سانحہ درحقیقت ایک ڈرامہ تھا جو انتہائی عیاری سے سٹیج کیا گیا۔ اس ڈرامہ کے پروڈیوسر، ڈائریکٹرز اور سپانسرز کون کون تھے، اُن کی مکمل طور پر نشان دہی ہوچکی ہے۔ امریکہ اور یورپ میں اس پر متعدد کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ روس کے ایک تحقیقاتی ادارے نے اِسے صدی کا سب سے بڑا فراڈ قرار دیا ہے۔ درجنوں انجینئرز یہ واضح اعلان کرچکے ہیں کہ محض جہازوں کے ٹکرانے سے ان عمارات کا اس انداز میں گرنا بعید از عقل ہے۔ معلوم ہوتا ہے، ان عمارات کی تہہ میں دھماکے سے اُڑانے والا مواد موجود تھا جو عین اُس وقت پھٹا جب جہاز اس عمارات سے ٹکرائے۔ پینٹا گون کی دیوار سے ٹکرا کر اندرونی حصہ میں گرنے والے جہاز کے اگلے حصے کی چوڑائی دیوار میں کیے جانے والے سوراخ سے زیادہ تھی۔ ایسی صورت میں تباہ شدہ جہاز کا یہ حصہ دیوار کے دوسری طرف کس طرح پہنچا۔ سپریم پاور آف ورلڈ کی فضاؤں کے زبردست حفاظتی حصار کے باوجود یہ انہونا کام کیسے ہوا کہ چار جہاز امریکہ کی فضاؤں کی پون گھنٹہ خلاف ورزی کرتے رہے لیکن امریکہ کا دفاعی نظام حرکت میں نہ آسکا، جبکہ امریکہ کا فضائی دفاعی نظام یہ استعداد رکھتا ہے کہ اٹھارہ سیکنڈ میں ایسی خلاف ورزی کو counter کرسکے۔ اُنیس (19) اغوا کنندگان نامزد کیے گئے جنہوں نے اغوا شدہ جہاز ٹوئن ٹاور سے ٹکرائے تھے۔ عجیب اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان سب کا تعلق سعودی عرب اور دوسری خلیجی ریاستوں سے بتایا گیا لیکن افغانستان پر حملہ کردیا گیا جبکہ اغوا کنندگان میں ایک بھی افغانی نہیں تھا۔

امریکہ افغانستان پر قبضہ کرکے ایک تیر سے کئی شکار کرنا چاہتا تھا۔ 1۔ ایک ابھرتی ہوئی اسلامی فلاحی ریاست کو برگ وبار لانے سے پہلے ہی ختم کردیا جائے۔ 2۔ وسطی ایشیا کی معدنی دولت سے مالا مال ریاستوں پر

تاخلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — شمارہ 41

30 شوال تا 6 ذوالقعدہ 1430ھ

20 تا 26 اکتوبر 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......300 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا------------------(2000 روپے)

یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بالادستی قائم کی جائے۔3۔پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات سے موقع پا کر نجات حاصل کی جائے۔4۔چین کا گھیراؤ مکمل کیا جائے۔5۔بلوچستان میں مداخلت کر کے گوادر پورٹ کو اپنے زیرِ تسلط لایا جائے۔امریکہ یہ کام تن تنہا کرتا یا اپنوں (غیر مسلموں) کی مدد سے کرتا تو ردِعمل مختلف ہوتا۔لیکن شومئ قسمت جب مشرف نے امریکہ کو اپنے کندھے فراہم کر دیئے اور اُن کی توقع سے زیادہ اُن سے تعاون کیا اور یہ تعاون بڑھتا چلا جا رہا ہے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی حکومتوں (مشرف اور زرداری) نے امریکہ کو اپنا آقا و مولا اور رازق تسلیم کرتے ہوئے اپنی تمام قوت، وسائل، اپنی زمینی اور فضائی حدود سب غیر مشروط طور پر امریکہ کے حوالے کر دیں اور امریکہ کی جنگ لڑتے ہوئے ہزاروں مسلمانوں کا خون کیا۔اُن کے گھر بار تباہ و برباد کر دیئے۔عفت مآب خواتین بے پردہ ہوئیں۔یہ سب کچھ پاکستان امریکہ کی ایما پر کر رہا تھا۔ڈرون حملوں کے بارے میں یہ انکشاف کہ یہ پاکستان کی سرزمین سے ہی ہوتے ہیں، اس نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔چنانچہ اس اصول پر کہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے، پاکستان کے شہروں میں بم دھماکوں کا آغاز ہو گیا۔سیکیورٹی کے اداروں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا، جس سے بے شمار معصوم شہری بھی مارے گئے۔ہم اس عمل پر قطعی طور پر صاد نہیں کرتے، لیکن ہمارے پاس قبائلی مسلمانوں کے اِن سوالوں کا جواب کیا ہے کہ کیا ہمارا خون بہانا اور بہانے میں دشمن کی مدد کرنا جائز ہے؟ کیا کرے گا وہ نوجوان جس کا کُل خاندان کسی میزائل حملے یا توپ کے گولے سے جاں بحق ہو جائے گا۔اُسے ''را'' کا ایجنٹ بننے سے عقلی دلائل یا حبِ وطن کے لیکچرز شاید نہ روک سکیں۔

ہماری رائے میں جی ایچ کیو پر جو اندوہناک حملہ ہوا ہے وہ ''را'' کے ایجنٹوں نے طالبان کے روپ میں کیا ہے۔حقیقت میں دشمن کی خواہش یہ ہے کہ جی ایچ کیو پر حملہ سے غضبناک ہو کر فوج وزیرستان پر چڑھائی کر دے۔اندرونِ ملک پاکستانی فوج کے لیے ایک محاذ کھل جائے اور وہ پاکستان کی فوج کو ایک ایسے میدانِ جنگ کی طرف دھکیل دے جہاں آج تک کوئی فتح یاب نہیں ہو سکا۔ہم اپنی حکومت اور فوج سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ خدارا امریکہ نوازی بلکہ امریکہ پرستی کی اپنی پالیسی سے یوٹرن لیں۔ان شاء اللہ عوام آپ کو وسائل کی کمی کا شکار بھی نہیں ہونے دیں گے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کو رازق اور مشکل کشا سمجھتے ہوئے امریکہ کو دوٹوک انداز میں کہہ دیں کہ وہ اس خطہ سے نکل جائے۔خطہ میں قیامِ امن کی واحد صورت یہی ہے۔خدارا، یہ بھی سوچئے، یہ سات سمندر پار کا پردیسی کب تک یہاں ٹھہر سکے گا۔اس کی اکانومی، اس کی اخلاقیات کی طرح دیوالیہ پن کا شکار ہے۔پھر افغانستان کی تاریخ میں کب کوئی بیرونی حملہ آور ٹِک سکا ہے۔اللہ کی قدرت، حکمت اور اُس کے غضب کا انکاری امریکہ عقل کا اندھا ثابت ہو رہا ہے۔ ہمیں امریکہ کی ترقی یا زوال پذیری کا کوئی غم نہیں۔ہمیں تو یہ فکر لاحق ہے کہ آنکھوں کے اندھے کی پیروی انسان کو کھائی میں گرا دیتی ہے۔عقل کے اندھے کی پیروی اور اِقتدا کہیں ہمارے لیے دنیا اور آخرت کے خسارے کا باعث نہ بن جائے۔ ہمارے لیے اللہ کا دامن تھامنے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔

خوابِ آزادی

شوکت تھانوی

اپنی آزادی کا دیکھا خواب میں نے رات کو
یاد کرتا ہوں میں اپنے خواب کی ہر بات کو
میں نے یہ دیکھا کہ میں ہر قید سے آزاد ہوں
یہ ہوا محسوس جیسے خود میں زندہ باد ہوں
اب مجھے قانون کا ڈر کیا، میرا قانون ہے
خود ہی کوزہ، خود ہی کوزہ گر، وہی مضمون ہے
جتنی تھیں پابندیاں، وہ خود میری پابند ہیں
وہ جو ''مائی باپ'' تھے حاکم، وہ سب فرزند ہیں
ملک اپنا ، قوم اپنی اور سب اپنے غلام
آج کرنا ہے مجھے آزادیوں کا احترام
جس جگہ لکھا ہو مت تھوکو، میں تھوکوں گا ضرور
اب سزا وار سزا ہوگا نہ کوئی بھی قصور
اک ٹریفک کے پولیس والے کی کب ہے یہ مجال
وہ مجھے روکے، میں رک جاؤں، یہ خواب و خیال
میری سڑکیں ہیں تو میں جس طرح سے چاہوں چلوں
جس جگہ چاہے رکوں اور جس جگہ چاہے مڑوں
سائیکل میں رات کو بتی جلاؤں کس لیے
ناز اس قانون کے آخر اٹھاؤں کس لیے
ریل اپنی ہے تو آخر کیوں ٹکٹ لیتا پھروں
کوئی تو سمجھائے مجھ کو، یہ تکلف کیوں کروں
کیوں نہ رشوت لوں کہ جب حاکم ہوں، میں سرکار ہوں
تھانوی ہرگز نہیں ہوں، اب میں تھانیدار ہوں
چور بازاری کروں یا شاہ بازاری کروں
مجھ کو حق ہے جس طرح چاہوں، میں اپنا گھر بھروں
گھی میں چربی کے ملانے کی ہے آزادی مجھے
اب ڈرا سکتی نہیں، گاہک کی بربادی مجھے
میں ستم گر ہوں ، ستم پیشہ ، ستم ایجاد ہوں
مجھ کو یہ حق یوں پہنچتے ہیں کہ میں آزاد ہوں
یک بہ یک جب نیند سے چونکا تو دیکھا یہ حقیر
اپنی آزادی ہی کی پابندیوں کا ہے اسیر

اہل ایمان کے نام

قرآن حکیم کا پیغام

سورۃ الحج کی آیات 77 اور 78 کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 2 اکتوبر 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ الحج کی آیات 77، 78 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! ماہ رمضان المبارک کو گزرے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ اس مقدس مہینے میں ہم لوگوں نے تراویح میں قرآن حکیم سنا۔ یقیناً یہ ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ ہدایت ہمارے سامنے واضح ہوئی، جس کے لیے قرآن مجید نازل ہوا ہے؟ قرآن حکیم نوع انسانی کے نام اللہ کا آخری پیغام ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

نوع انساں را پیام آخریں
حامل او رحمۃ للعالمینؐ

اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک انبیاء و رسل کی برگزیدہ ہستیوں کے ذریعے ہر دور کے انسان کے لیے پیغام ہدایت بھیجتا رہا ہے۔ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ تمام نوع انسانی کی طرف اللہ کے آخری رسول کی حیثیت سے مبعوث کیے گئے۔ آپؐ کو جو کتاب دی گئی، وہ تمام نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کا مکمل ایڈیشن ہے۔ اس کتاب میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے لیے بھی پیغام ہے اور اُن لوگوں کے لیے بھی پیغام ہے جو کسی نبی، رسول اور آخرت کو نہیں مانتے۔ اور ہم لوگوں کے لیے جو آپؐ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں تو اس کتاب زندہ میں خصوصی پیغام ہے، بلکہ مدنی سورتوں میں اصل خطاب ہی ہم مسلمانوں سے ہے۔ اہل ایمان کے لیے اللہ کا یہ پیغام یوں تو پورے قرآن مجید پر پھیلا ہوا ہے۔ سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک ہر ہر مقام پر ہمارے لیے رہنمائی ہے، تاہم سورۃ الحج کی آخری دو آیات میں اس پیغام کا خلاصہ اور لب لباب آ گیا ہے۔ گویا اس اعتبار سے یہ قرآن مجید کا بہت جامع مقام ہے۔

سب سے بنیادی حقیقت جسے قرآن حکیم بار بار اجاگر کرتا اور ذہن نشین کراتا ہے وہ زندگی کا حقیقی تصور ہے۔ زندگی صرف دنیا کے ماہ و سال کا نام نہیں، یہ تو زندگی کا ابتدائیہ ہے، جو انتہائی مختصر، ناپائیدار اور غیر یقینی ہے۔ اصل زندگی تو موت کی سرحد کے اُس پار ہے۔ دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ یہ ایک امتحانی وقفہ ہے۔ یہاں انسان کو آزمایا جا رہا ہے، اور اس آزمائش کی بنیاد پر آخرت کی دائمی زندگی کے انجام کا فیصلہ ہونا ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (العنکبوت)

"اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔"

> خدمت خلق کا اعلیٰ تر درجہ یہ ہے کہ لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی کوشش کی جائے، انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی سعی کی جائے

اُخروی زندگی کی کامیابی کے لیے ہمیں کیا کرنا ہے۔ اللہ نے ہم پر کون سی دینی ذمہ داریاں عائد کی ہیں کہ جنہیں ادا کر کے ہم وہاں فوز و فلاح حاصل کر سکتے ہیں۔ ان آیات (الحج 77-78) میں انہی بنیادی ذمہ داریوں کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ ہم مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام ہے، جسے سمجھنے، شعوری طور سے اپنے دل و دماغ میں بٹھانے اور اُس پر سنجیدگی کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا ....﴾

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، رکوع کرو اور سجدہ کرو............"

یہاں اہل ایمان کی پہلی دینی ذمہ داری کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جب تم ایمانی حقائق کو تسلیم کر چکے ہو، اللہ کو اپنا رب مان لیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ، اُس کی کتاب اور آخرت پر ایمان لے آئے ہو، تو اب تمہارا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے خالق و مالک کے آگے جھک جاؤ۔ اُس کے آگے رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ "وارکعوا واسجدوا" سے مراد صرف نماز نہیں، بلکہ تمام ارکان اسلام مراد ہیں۔ کلمہ پڑھنے کے بعد جب آدمی اسلام کی سرحد میں داخل ہوتا ہے تو اُس پر ارکان اسلام نماز، روزہ، زکوٰۃ (صاحب نصاب ہونے کی صورت میں) اور حج (بصورت استطاعت) فرض ہو جاتے ہیں۔ یہاں خصوصیت سے نماز کا ذکر اس لیے ہوا کہ یہ دین کا ستون ہے۔ ایک بندۂ مومن سے کسی بھی حالت میں نماز کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مسافر ہے، تو پھر بھی اُسے نماز پڑھنی ہے۔ اگر مریض ہے، کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا ہے تو حکم ہے کہ بیٹھ کر پڑھے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو لیٹ کر پڑھے۔ اگر وضو نہیں کر سکتا، پانی میسر نہیں ہے تو تیمم کر لے، لیکن نماز کی کسی صورت میں بھی رخصت نہیں ہے۔ بخلاف روزے کے یہ سال میں صرف ایک مہینہ کے لیے فرض ہے اور اس میں بھی

بیمار اور مسافر کے لیے رعایت ہے۔ وہ روزہ نہ رکھ سکیں، تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کا معاملہ ہے۔ یہ بھی ہر مسلمان پر فرض نہیں، صرف صاحب نصاب لوگوں پر فرض ہے۔ حج بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اسلام میں نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کفر اور اسلام کے درمیان ایک آڑ ہے، اور وہ آڑ نماز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کٹر منافقوں کو بھی نماز پڑھنا پڑتی تھی۔ اس لیے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا تھا، اُسے مسلمانوں کی صفوں میں شامل نہیں سمجھا جاتا تھا، لہٰذا یہ لوگ بادل نخواستہ نماز پڑھتے تھے۔ قرآن حکیم میں اُن کے بارے میں فرمایا: ﴿......وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَھُمْ کٰرِھُوْنَ o﴾ (التوبہ:54) ”اور وہ نماز کو آتے ہیں تو سست و کاہل ہو کر اور خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے۔“

> زندگی صرف دنیا کے ماہ و سال کا نام نہیں، یہ تو زندگی کا ابتدائیہ ہے، جو انتہائی مختصر، ناپائیدار اور غیر یقینی ہے۔ اصل زندگی تو موت کی سرحد کے اُس پار ہے

کتنے افسوس کی بات ہے کہ نماز کی اس قدر اہمیت کے باوجود آج ہم اس سے غافل ہو چکے ہیں۔ ذرا سوچیے، ہم میں کتنے لوگ ہیں جو پنج وقتہ نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگ شاید 5 فی صد سے بھی کم ہوں گے۔ ہمارے ہاں بہت سے لوگ وہ ہیں وہ صرف جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور کچھ تو ایسے بھی ہیں جو صرف عیدین پڑھتے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ آج کے مسلمان نماز سے غافل ہو کر بھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ اُن کے ایمان اور اسلام میں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا۔ اس روش کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے ہر شخص آج ہی سے یہ تہیہ کر لے کہ میں پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کروں گا، اسی طرح دیگر ارکان اسلام کی بھی شعوری طور پر پابندی کروں گا۔ یہ ہماری پہلی دینی ذمہ داری ہے۔

آگے دوسری ذمہ داری کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ ......﴾

”اور اپنے رب کی بندگی کرو۔“

ارکان اسلام کے بعد جس چیز کا بندوں سے تقاضا ہے، وہ اللہ کی بندگی، غلامی اور پرستش ہے۔ بندگی کیا ہے؟ بندگی چوبیس گھنٹے کی زندگی میں اللہ کی غلامی ہے، اور غلامی بھی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر۔ غلام کا معاملہ ملازم کا سا نہیں ہوتا کہ 7، 8 گھنٹے ڈیوٹی انجام دینے کے بعد آزاد ہو جائے، بلکہ وہ چوبیس گھنٹے اپنے آقا کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔ اللہ کی بندگی یہ ہے کہ زندگی کے ہر ہر لمحے اور ہر ہر گوشے میں اُس کی اطاعت کی جائے۔ قرآن حکیم میں بار بار ہمیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی بھی گوشہ اس اطاعت سے باہر نہیں ہے۔ ہماری انفرادی و اجتماعی اور خانگی و معاشرتی زندگی کل کی کل دین کے تابع ہے۔ ہمیں اللہ کا ہر حکم ماننا ہے۔ ہمارے پاس کوئی چوائس نہیں کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا فلاں حکم تو ماننا ضروری ہے اور فلاں حکم ہم توڑ سکتے ہیں۔ نہیں، بلکہ ہمیں بہر صورت احکام الٰہی کے دائرے کے اندر رہنا ہے۔ اسی معنی میں آپؐ نے فرمایا کہ ”دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت“۔ جس طرح ایک قیدی کوٹھری سے باہر نہیں نکل سکتا، اسی طرح ایک بندۂ مومن شریعت کے دائرے سے باہر قدم نہیں نکال سکتا۔ ہم اگر صحیح معنوں میں مسلمان ہیں تو پھر حدود اللہ کی پابندی لازمی ہے۔

تیسرا مطالبہ کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَافْعَلُوا الْخَیْرَ ....﴾

”اور خیر کے کام کرو۔“

بعض چیزیں تو وہ ہیں جو فرض ہیں، مثلاً زکوٰۃ ہے، جو ہر صاحب استطاعت مسلمان پر 2.5 فیصد کے حساب سے فرض ہے۔ زکوٰۃ ادا کر دینے سے فرض تو پورا ہو جاتا ہے، لیکن دین کا کل تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم یہ ہے کہ آدمی لوگوں کی بھلائی

حافظ عاکف سعید

پریس ریلیز 12 اکتوبر 09ء

جی ایچ کیو پر حملے کے ذریعے بیرونی طاقتوں نے فوج کو وزیرستان پر بھرپور فوجی کارروائی پر اُبھارنے کی کوشش کی ہے

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ جی ایچ کیو پر حملہ کے ذمہ دار جو بظاہر طالبان کے روپ میں ہیں، دراصل ”را“ کے ایجنٹ معلوم ہوتے ہیں اور اس حملے کے ذریعے گویا پاکستانی فوج کو ایک طرح سے مجبور کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ غصے اور انتقام کے جذبے سے معمور ہو کر وزیرستان پر بھرپور فوجی کارروائی کرے۔ اس حملہ کو اس تناظر میں بھی دیکھا جانا چاہیے کہ چند روز قبل فوج نے کیری لوگر بل پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا اور اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ بیرونی ایجنسیوں کے لوگ طالبان کا روپ دھار کر بھی دہشت گردی کی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس حملہ کے ذریعے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جب فوج کا ہیڈ کوارٹر محفوظ نہیں تو ایٹمی تنصیبات کس طرح محفوظ رہ سکتی ہیں، جب کہ ان کے کنٹرول اینڈ کمانڈ کی ذمہ دار پاک فوج ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کے لیے اُن پر اور بھی مال خرچ کرے۔ اگر اللہ نے آپ کو زیادہ مال و دولت دیا ہے، لیکن آپ کا پڑوسی بھوکا سو رہا ہے، آپ کا کوئی قریبی عزیز فقر کی حالت میں ہے، اور آپ اُن پر خرچ نہیں کرتے تو پھر آپ اللہ کی نگاہ میں مجرم ہیں۔ روزِ قیامت آپ کا گریبان پکڑا جائے گا۔

> اگر اللہ نے آپ کو زیادہ مال و دولت دیا ہے، لیکن آپ کا پڑوسی بھوکا سو رہا ہے، آپ اُن پر خرچ نہیں کرتے تو پھر آپ اللہ کی نگاہ میں مجرم ہیں۔ روزِ قیامت آپ کا گریبان پکڑا جائے گا

ہاں، زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اگر آپ اپنا مال اللہ کی راہ میں لگا رہے ہیں، ضرورت مندوں محتاجوں اور مساکین کی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں، کسی کو پریشانی میں دیکھ کر اُس کی پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو یہ افعالِ خیر میں سے ہے۔ یہ خدمتِ خلق کا کام ہے، جو بہت بڑی نیکی ہے۔ احادیث میں خدمتِ خلق کی بہت ترغیب دلائی گئی ہے۔ اگر ایک شخص میں انسانی ہمدردی کا مادہ نہیں، وہ دوسروں کو مشکل میں دیکھ کر بے چین نہیں ہوتا، تو وہ انتہائی سنگ دل اور حد درجہ بدنصیب شخص ہے۔ ایسے شخص کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ جو دل کی نرمی سے محروم رہا، وہ کل خیر سے محروم ہو گیا۔ لیکن یاد رہے کہ خدمتِ خلق کے کاموں کی دو سطحیں ہیں۔ ایک تو وہی ہے جس کا ابھی ذکر ہوا کہ ایک آدمی مشکل میں گھرا ہے اُس کی مشکل دور کر دی جائے، ایک شخص بھوکا ہے اُسے کھانا کھلا دیا جائے، کوئی شخص قرض کے بندھن میں جکڑا گیا ہے، اُس کا قرض اتار دیا جائے۔ کسی غلام کو آزاد کرا دیا جائے۔ یہ سارے کام بہت بڑی نیکی ہیں، لیکن ان کا تعلق دنیا کی حیاتِ چند روزہ سے ہے۔

خدمتِ خلق کا اعلیٰ تر درجہ یہ ہے کہ لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی کوشش کی جائے، انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی سعی کی جائے۔ اگر آپ دنیا میں کسی بھوکے کو کھانا کھلائیں گے، اُس کی کوئی مشکل دور کریں گے، تو یہ اگرچہ نیکی کا کام ہے، لیکن آپ کی یہ نیکی و بھلائی اُسے دنیا کی مختصر زندگی ہی میں فائدہ پہنچائے گی، لیکن اگر آپ دوسروں کو عاقبت سنوارنے اور ہدایت کے لیے بھاگ دوڑ کریں گے، اس کے لیے اپنی جان، مال، وقت اور پیسہ لگائیں گے، تو گویا آپ اُسے دائمی زندگی میں فائدہ پہنچائیں گے اور نقصان سے بچائیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں خدمتِ خلق کے یہ دونوں لیول ہمیں بتمام و کمال نظر آتے ہیں۔ آغازِ وحی سے پہلے آپؐ کی زندگی کا نقشہ یہ ہے کہ یتیموں کی سرپرستی ہو رہی ہے، بیواؤں کی خبر گیری ہے، مسافروں کی دیکھ بھال ہے اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی فکر ہے۔ لیکن آغازِ وحی کے بعد یہ کام بھی بدستور جاری ہیں، لیکن اصل فکر یہ ہے کہ لوگوں کی عاقبت کیونکر سنواری جائے، انہیں نارِ جہنم سے کیسے بچایا جائے۔ آپؐ فرماتے، میری اور تمہاری مثال ایسے ہے جیسے آگ کا بہت بڑا گڑھا ہے، تم اس میں گرا چاہتے ہو اور میں تمہیں پکڑ پکڑ کر اس میں گرنے سے بچا رہا ہوں۔ یہ کام اس امت پر بھی فرض ہے۔ چنانچہ اگلی آیت میں اسی کا ذکر آئے گا۔

آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الحج:77)

"تاکہ تم فلاح پاؤ"

یعنی یہ کام جن کا ذکر ہوا ہے، پورے شعور کے ساتھ انجام دو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ فلاحِ اُخروی یونہی حاصل نہیں ہو جائے گی۔ اس کے لیے ہمیں اپنی زندگی کا نقشہ شریعت کے مطابق بنانا ہوگا، راہِ خدا میں بھرپور محنت کرنا ہوگی۔ ہم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تو جنت ہمارا پیدائشی حق ہے، اب جنت ہمارے ہی لیے ہے، خواہ نماز نہ پڑھیں، روزے نہ رکھیں، اللہ کے احکامات کو پاؤں تلے روندیں، شریعت کا مذاق اُڑائیں۔ سوچ کا یہ انداز صحیح نہیں۔ ہمارا دین یہ کہتا ہے کہ جنت کے طلبگار ہو تو مسلمان بن کر دکھاؤ۔ قرآن حکیم بار بار واضح کرتا ہے کہ جنت اہلِ تقویٰ کے لیے ہے۔ لہٰذا جنت کے حصول کے لیے ہمیں تقویٰ والی زندگی بسر کرنی ہوگی۔ اپنی معاشرت، معیشت، اپنی نجی اور خاندانی زندگی میں شریعت کی منع کردہ چیزوں سے بچنا ہوگا۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(جاری ہے)

ان شاء اللہ العزیز

رفقاء تنظیم اسلامی کا سالانہ

کل پاکستان اجتماع

15 نومبر بروز اتوار نمازِ عصر تا 17 نومبر 2009ء نمازِ ظہر

بمقام: مرکزی اجتماع گاہ تنظیم اسلامی بہاولپور

رفقا کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ 15 نومبر 3 بجے سہ پہر تک اجتماع گاہ میں پہنچ جائیں

المعلن: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

فون: (042) 36316638-36366638

پاکستان کے خلاف نفسیاتی جنگ کے اہداف

(III)

لطیف حسن گورگان

نفسیاتی جنگ میں واقعات (Events) کی بھی بڑی اہمیت ہے، اس کے لیے یا تو خود واقعات کو اسٹیج کیا جاتا ہے یا پھر اچانک رونما ہونے والے واقعات کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول اور نظریات کے پرچار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مقصد کے حصول کی واضح مثال 9/11 کا واقعہ ہے کہ استعمار نے اس کو اسٹیج کیا اور چند سو شہریوں کی قربانی دے کر ایسی فضا قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ اسلامی ممالک پر اس کے براہِ راست قبضے کی راہ ہموار ہو گئی اور ایسا وہ ماضی میں کئی بار کر چکا ہے جس کا تذکرہ ایک مغربی صحافی کی کتاب "Body of Secrets" میں دیکھا جا سکتا ہے یا اگر ایک لمحے کے لیے یہ فرض کر لیں کہ اس میں خود اس کا ہاتھ نہیں تو بھی اس واقعے کو مہارت سے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا گیا۔ نظریاتی پرچار کے لیے واقعہ کے استعمال کی ایک اور مثال بمبئی حملے ہیں جن کے شروع ہوتے ہی انڈین حکام و میڈیا نے منظم پروپیگنڈا شروع کر دیا اور پاکستان کو دنیا میں بدنام کر کے دفاعی پوزیشن میں کھڑا کر دیا اور اپنے ہی لوگوں کے خلاف فاٹا کی طرح پنجاب میں بھی کارروائی پر مجبور کرنے لگے تاکہ پاکستانی قوم کے دونوں بازو (فوج اور مجاہدین) پنجاب میں باہم دست و گریباں ہو جائیں، مگر صد شکر کہ فی الوقت ایسا نہ ہو سکا۔ ملکی سطح پر واقعہ (Events) کو نظریاتی پرچار اور سیاسی و فوجی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرنے کی بہترین مثال گزشتہ دنوں منظر عام پر آنے والی مبینہ مشکوک ویڈیو ہے جس میں ایک عورت کو کوڑے برسائے جا رہے تھے۔ اس پر جس سرعت سے ردعمل دیا گیا، وہ بھی محب وطن حلقوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کہ یہ ننگ قوم لوگ اسلامی سزاؤں پر براہِ راست حرف طعن تو بلند نہ کر سکے مگر یہ واویلا شروع کر دیا کہ سترہ سالہ لڑکی پر بہت ظلم ہے (کیا ویڈیو میں عمر نظر آ رہی ہے؟) بغیر عدالتی کارروائی کے ایک شخص کے حکم پر سزا نہیں دی جا سکتی (کیا ویڈیو میں یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ سزا گواہان کے بیانات، اقرار جرم اور رسمی عدالتی کارروائیوں کے بغیر دی گئی) صاف نظر آ رہا تھا کہ یہ کرائے کے ٹٹو محض سوات امن معاہدہ کو سبوتاژ کرنے، اسلامی نظام کو وحشیانہ، ناقابل عمل ثابت کرنے اور بیرونی آقاؤں کا حق نمک ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ الطاف حسین جیسے یورپ کے شیطانوں کی علمی و نظریاتی نانی نے مستقل تحفظ اور پشت پناہی سے نواز رکھا ہے (اس تحفظ کی قیمت یہ کس طرح ادا کر چکا ہے، کر رہا ہے اور کرنے والا ہے، آئندہ کسی مضمون میں ذکر کروں گا) کا نمک حلالی کا جذبہ تو اتنا توانا ہے کہ فوراً نہ صرف ریلی کا اہتمام کر لیا بلکہ کوڑے مارنے والوں کے لیے پھانسی کی سزا بھی تجویز کر دی، حتیٰ کہ جنگ 7 اپریل کے ادارتی صفحہ پر نہ صرف نذیر ناجی جیسا سینئر صحافی کھمبا نوچتا نظر آیا بلکہ شفقت محمود نامی تو یہ رونا روتے بھی پڑھا گیا کہ "انتہا پسند ہماری عورتوں کو مناسب ستر پوشی اور لباس پہننے کی تلقین کرتے ہیں"۔ میں کہتا ہوں کہ اپنی عورتوں کو عریاں دیکھنے کے یہ خواہش مند اب دہلی یا واشنگٹن جا بیٹھیں کہ یہ پاک سرزمین اب ان تمام ننگ انسانیت لوگوں پر تنگ ہونے والی ہے، جو اس جعلی ویڈیو پر تو تڑپ تڑپ جاتے ہیں مگر ڈاکٹر عافیہ اور جامعہ حفصہ کی مظلوم بیٹیوں پر ان کے منہ سے ذمہ داروں کے خلاف حرف طعن تک نہیں نکلتا۔

عزیز قارئین اب اس سوال کی طرف آتے ہیں کہ عالم کفر (عیسائی امریکا و یورپ، ہندو اور یہودی اسرائیل) کیوں پاکستان کی تباہی پر یوں کمر کس چکے ہیں؟ اس کی ٹھوس وجوہات ہیں۔ پاکستان کی ایک اسلامی نظریاتی شناخت ہے۔ اس کی بنیاد لا الہ الا اللہ پر رکھی گئی ہے، جس کی بنا پر نہ صرف پاکستانی عوام بلکہ پوری امت مسلمہ اسے اسلام کا قلعہ تصور کرتی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ پاکستان اس نظریاتی اساس کے ساتھ ایٹمی قوت بھی بن چکا ہے نیز پاکستان کے سرکاری و غیر سرکاری جہادیوں نے خدا کی نصرت سے افغانستان، کشمیر، چیچنیا سمیت دنیا کے بہت سے جنگی میدانوں میں اپنا لوہا منوایا ہے اور پروفیسر سموئیل پی ہنٹنگٹن اپنی تصنیف "تہذیبوں کا تصادم" میں واضح طور پر خبردار کر چکا ہے کہ "اسلام ہی وہ واحد تہذیب ہے جس نے دو دفعہ یورپ کا وجود خطرے میں ڈالا اور تیسری دفعہ بھی اگر کوئی تہذیب ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو وہ بھی اسلام ہی ہے۔"

یوں پاکستان کے خلاف یہ نظریاتی جنگ کئی محاذوں پر جاری ہے۔ ایک طرف تو ہماری معاشرتی و اخلاقی اقدار کو تباہ کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف نوجوان نسل کے اذہان کو اپنے نظریے اور شناخت سے بے بہرہ کیا جا رہا ہے، کیونکہ ماہرین نفسیات کے مطابق بچپن اور نوعمری میں فرد کے سیکھنے کی صلاحیت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ تب بچہ چیزوں اور خیالات کو اپنے ذہن میں محفوظ کرنے کے لیے تو تیار ہوتا ہے لیکن اس میں ان خیالات کے تجزیے کی صلاحیت بہت محدود ہوتی ہے اور غلط خیالات و نظریات کے اس کے ذہن کا حصہ بن جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں جب تک کہ اس کو اس کے بارے میں بریف نہ کر دیا جائے۔

اس وقت تو انتہا یہ ہے کہ ہندوستانی اداکارائیں ہمارے درمیان کھڑی ہو کر برملا کہہ رہی ہیں کہ "جب ہمارا کلچر، رہن سہن، زبان سب کچھ ایک جیسا ہے اور ہم میں کوئی فرق نہیں تو پھر ہم میں دوستی کیوں نہیں ہو سکتی اور ہمارے درمیان یہ سرحدیں کیوں ہیں"۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ پاکستان میں ایک قلیل طبقہ ایسا ضرور موجود ہے جو غیر اسلامی ثقافت سے مماثلت رکھتا ہے، جس کا کام محض عشق و جنس زدہ شاعری اور افسانے لکھنا ہے۔ ان ذہنی مریضوں کے نزدیک اسلامی سزائیں وحشیانہ ہیں اور اسلامی قوانین امتیازی ہیں، جن کے لیے زندگی محض راگ رنگ اور ناچ گانے تک محدود ہے اور بدقسمتی سے اس طبقے کو گزشتہ دور حکومت میں کچھ زیادہ ہی پذیرائی ملی ہے اور ہنوز مل رہی ہے جس کی وجہ سے بھی ہماری نظریاتی اقدار پر حملے ہو رہے ہیں تو بھی نصاب تعلیم سے اسلامی تشخص ختم کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور استعمار ایسے ہی لوگوں کو آلہ کار بنا کر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں

معروف ہے۔ پینٹاگون اور اس کے جنگی اتحادی 1999ء سے پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کے لیے اپنی منصوبہ بندی پر عمل کر چکے ہیں جس کے تحت 9/11 کے بعد سے امریکی و انڈین ایجنسیوں کو پاکستان میں کھل کھیلنے کی آزادی دی گئی، جنھوں نے نہ صرف شمالی اتحاد سے مل کر سرحد و بلوچستان میں پاکستانی فوج اور عوام سے پرانے بدلے لیے بلکہ پاکستان کے اندر موجود غدار تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے اب سندھ اور جنوبی پنجاب میں بھی انارکی پھیلانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ کیونکہ ایسا پاکستان ان کے حلق کا کانٹا ہے جو اپنی نظریاتی شناخت رکھتا ہو اور اس خطے کو اپنے لیے محفوظ بنانا استعمار کی اولین ترجیح ہے۔ پورے عالم اسلام میں جمہوریت لانے کے نام پر قبضہ کرنے کا اعلان کیا جاچکا ہے۔ جس کی ابتدا افغانستان اور عراق سے ہو چکی ہے۔ نو آزاد روسی ریاستوں کو انڈیا اور گرم پانیوں سے جوڑنے کے لیے وہ پاکستان کے علاقے کو ہر صورت میں سیکولر اور فرینڈلی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ آئندہ چین کا گھیراؤ کرنے کے لیے بھی اسے اس خطے کی ضرورت ہے ان چیلنجز کا مقابلہ ہم انہی صورتوں میں کر سکتے ہیں جب ہم نظریاتی طور پر مضبوط، واضح قومی نصب العین کے حامل اور اخلاقی برائیوں سے مبرا ہوں وگرنہ جس قوم میں لادینیت، بدکرداری، حرام خوری اعلیٰ ترین عہدوں کے لیے قابلیت بن جائے اور جس کے میراثی، ناچے اور گوئیے نوجوانوں کے آئیڈیل بنائے جائیں اور اس کے دانشور اور انجینئر مفلوک الحالی میں جوتے چٹخاتے پھریں اس کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔

میڈیا زدہ مسلمان اور یہودی عزائم

مولانا عاصم عمر کی کتاب ”برمودہ تکون اور دجال“ سے اقتباس

حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تمہارے بارے میں، میں جس چیز کا خوف سب سے زیادہ محسوس کرتا ہوں وہ یہ کہ تم اپنے علم کے مقابلے میں اس بات کو ترجیح دو گے جس کو تم دیکھ رہے ہو گے اور تم گمراہ ہو جاؤ گے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا“۔ (ابن ابی شیبہ)

1897ء میں سوئٹزر لینڈ کے شہر ”بال“ میں تین سو یہودی دانشوروں، مفکروں، فلسفیوں نے ہرتزل کی قیادت میں جمع ہو کر پوری دنیا پر حکمرانی کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ 19 پروٹوکولز کی صورت میں پوری دنیا کے سامنے عرصہ ہوا آچکا ہے۔ اس میں جہاں اور چیزوں کے قبضے میں لینے پر زور دیا گیا تھا، وہیں میڈیا کے بارے میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ

”ہم میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی باگ کو اپنے قبضے میں رکھیں گے۔ ہم اپنے دشمنوں کے قبضے میں کوئی ایسا مؤثر اور طاقتور اخبار نہیں رہنے دیں گے کہ وہ اپنی رائے کو مؤثر ڈھنگ سے ظاہر کر سکیں، اور نہ ہم ان کو اس قابل چھوڑ دیں گے کہ ہماری نگاہوں سے گزرے بغیر کوئی خبر لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم ایسا قانون بنائیں گے کہ کسی ناشر اور پریس والے کے لیے یہ ناممکن ہوگا کہ وہ پیشگی اجازت لیے بغیر کوئی چیز چھاپ سکے...... ہمارے قبضے میں ایسے اخبارات و رسائل ہوں گے جو مختلف گروہوں اور جماعتوں کی تائید و حمایت حاصل کریں گے، خواہ یہ جماعتیں جمہوریت کی داعی ہوں یا انقلاب کی حامی۔ حتیٰ کہ ہم ایسے اخبارات کی بھی سرپرستی کریں گے جو انتشار و بے راہ روی، جنسی و اخلاقی انارکی، استبدادی حکومتوں اور مطلق العنان حکمرانوں کی مدافعت اور حمایت کریں گے...... ہم ایسے اسلوب سے خبروں کو پیش کریں گے کہ قومیں اور حکومتیں ان کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ ہم (یہودی)، ایسے دانشوروں، ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں کی حوصلہ افزائی کریں گے جو بدکردار ہوں اور خطرناک مجرمانہ ریکارڈ رکھتے ہوں گے ...... ہم ذرائع ابلاغ کو خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے کنٹرول کریں گے۔ ہم دنیا کو جس رنگ کی تصویر دکھانا چاہیں گے وہ پوری دنیا کو دیکھنا ہوگی“۔

یہودیوں نے جو منصوبے بنائے اس کو حقیقت کا روپ بھی دیا۔ دنیا بھر کے اخبارات میں ایک چھوٹی سی خبر یا تصویر بھی یہودیوں کی اجازت کے بغیر اخبار کی زینت نہیں بن سکتی۔ دنیا بھر کے اخبارات، رسائل اور ٹی وی چینل انہی کی خبر رساں ایجنسیوں سے خبریں اور تصاویر حاصل کرتے ہیں۔

تمام بڑی خبر رساں ایجنسیاں رائٹر، اے پی (A.P) اور اے ایف پی (A.F.P)، یہودیوں کی ملکیت ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور رائٹر ہے۔ اس کا بانی جولیس رائٹر 1816ء میں جرمنی کے ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ آپ ذرا انصاف سے فیصلہ کیجیے۔ جس یہودی کے بارے میں دنیا کے دو بڑے مذاہب (اسلام اور عیسائیت) جھوٹ، فریب، کردار کشی اور انبیاء جیسی پاک ہستیوں پر بہتان طرازی اور قتل کی شہادت دیتے ہوں، آج دنیا کا پڑھا لکھا طبقہ اس رائٹر کی خبروں کو وحی کا درجہ دیتا ہے اور جو ذہن میڈیا بنا رہا ہے تمام دنیا اس کو قبول کرتی چلی جارہی ہے۔ دیندار طبقے کے خلاف پروپیگنڈا، ہو یا مجاہدین کے خلاف نفرت انگیزی، یہودیوں کی بڑائی بیان کی جائے یا مسلمان کو جاہل اور غیر مہذب ثابت کیا جائے، پڑھے لکھے مسلمان اس کی خبروں کو سچ مانتے ہیں اور یہی ان کا ”نظریہ“ بن جاتا ہے۔ بی بی سی بھی رائٹر ہی سے خبر لیتا ہے۔ بی بی سی خود بھی ہمیشہ سے یہودیوں کے زیر تسلط رہا ہے۔ یہ بی بی سی ہی ہے جس نے مسلمانوں کو ایمان و یقین سے نکال کر ”شک و تذبذب“ کا عادی بنا دیا۔ اسلام اور اسلامی تحریکوں کے بارے میں شکوک ذہن میں آنا، بی بی سی کا خاص تحفہ ہے جو اس نے اپنے سننے والوں کو دیا ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

تنظیم اسلامی ناروے کے رفیق محمد زمان کی والدہ بقضائے الٰہی سے وفات پاگئیں

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ بالائی کے امیر غلام محمد سومرو کی والدہ انتقال کرگئیں

رجوع الی القرآن کورس پارٹ 2 کے طالب علم حسان ادریس کے ماموں کا انتقال ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

الطاف حسین کی قادیانیت نوازی اور گورنر پنجاب کی طرف سے توہینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم)

عبداللطیف خالد چیمہ
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

35 سال قبل (7 ستمبر 1974ء کو) ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے 7 ستمبر 2009ء کو ملک بھر میں یوم تحفظِ ختم نبوت (یومِ قرارداد اقلیت) منایا جا رہا تھا۔ اُدھر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین سے "ایکسپریس نیوز" پر ایک طے شدہ انٹرویو 8 ستمبر کو ریکارڈ کیا گیا جو 9 ستمبر کو نشر ہوا۔ "پوائنٹ بلینک" پروگرام میں انٹرویو لینے والے جناب مبشر لقمان بظاہر تو انٹرویو ہی کر رہے تھے لیکن اُس کی ریکارڈنگ سننے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ وہ خود بھی قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں لا کھڑا کرنے کے لئے بڑے مضطرب ہیں اور نہایت جارحانہ انداز میں اس مہم کو عرصے سے آگے بڑھانے کے ایجنڈے کے لئے "مختص" کیے گئے ہیں۔

ہماری معلومات کے مطابق اُن کی "نسبت" اور اُن کے خیالات و کام میں بعد المشرقین ہے۔ وہ انٹرویو میں الطاف حسین سے پوچھتے ہیں کہ "آپ عیسائیوں کے لئے بھی بول لیتے ہیں۔ آپ یہودی اگر کوئی ہوں گے تو اُن کے لئے بھی بول لیں گے، سکھوں کے لئے بھی بول لیتے ہیں، ہندوؤں کے حق میں بھی بول لیں گے۔ میں بڑا ٹچی (حساس) سوال کرنے لگا ہوں، سامعین سے معذرت کے ساتھ! قادیانیوں کے لئے کوئی نہیں بولتا، اُن کے اوپر مظالم ہوتے ہیں! الطاف حسین نے جواب دیا: "آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن آپ ایم کیو ایم کو اس کا الزام نہیں دے سکتے۔ یہ واحد آرگنائزیشن ہے، جب مرزا طاہر کا انتقال ہوا تھا واحد الطاف حسین تھا جس کا تعزیتی بیان گیا تھا۔ جس پر کئی اخبارات نے میرے خلاف اداریے لکھے کہ میں نے کفر کیا ہے اور میں یہ کفر دوبارہ کرنے جا رہا ہوں جس کا دل چاہے مجھ پر فتویٰ دے۔" آگے فرماتے ہیں: "میں نے احمدیوں کا لٹریچر بھی پڑھا ہے، میں نے احمدیوں کے پروگرام بھی دیکھے ہیں۔ ان کا وہی کلمہ ہے۔ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ آخری نبی مانتے ہیں۔" مزید فرماتے ہیں: "میں آپ کو ایک بات اور بتا دوں مبشر بھائی! پاکستان کا سب سے پہلا نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام وہ بھی احمدی تھا۔ مبشر لقمان (oh yea h he was a great man) وہ ایک عظیم آدمی تھا۔ اب آپ اُس کا نام صرف اس لئے نہ لیں یا طلبہ کو اس لئے نہ پڑھایا جائے کہ عبدالسلام احمدی تھے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے، زیادتی ہے۔ ناانصافی کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ علامہ اقبال کے خیالات کی بھی نفی ہے۔ یہ قائداعظم محمد علی جناح کے بھی خیالات نہیں تھے، وغیرہ وغیرہ۔" الطاف حسین اس سے پہلے بھی بہت کچھ فرما چکے ہیں۔ وہ "بضد" ہیں کہ قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مساجد قرار دیا جانا ضروری ہے۔

مذکورہ انٹرویو اور خیالات سامنے آنے کے بعد ہم نے مجلسِ احرارِ اسلام اور متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کی طرف سے ملک کی دینی قیادت اور اہلِ صحافت سے رابطے شروع کر دیئے۔ چونکہ اس مہم کا زیادہ ہدف کراچی تھا، اس لئے زیادہ توجہ کراچی پر دی گئی۔ مرحوم صلاح الدین (شہید) کے ہفت روزہ "تکبیر" سے ہمارا قلمی اور نظریاتی تعلق 1980ء کی دہائی سے چلا آرہا ہے۔ "تکبیر گروپ" کے کراچی کے بڑے اخبار روزنامہ "امت" اور اُس کی جرأت مند ٹیم نے جس استقامت کے ساتھ اِس ایشو کو تسلسل کے ساتھ لیڈ کرتے ہوئے آگے بڑھایا اور ہم جیسے کمزور لوگوں کی آواز کو دنیا تک پھیلایا، فی زمانہ اِس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اِس ضمن میں ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے مفادات کی بجائے نظریات پر سمجھوتہ نہ کرنا اِن نامساعد حالات میں اتنا آسان کام نہیں کیونکہ بقول "پارسائی میں بھی کچھ لوگ بہک جاتے ہیں"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دینی علوم اور دینی فکر کے نام پر پروان چڑھنے والی چند شخصیات اور بعض اداروں نے نہایت شرمناک کردار ادا کیا اور حیلے بہانوں سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختم نبوت کی پرامن جدوجہد کے کیمپ کی بجائے اغیار کے ایوانوں میں نظر آنے لگے۔ وہ بھول گئے کہ "انسان زندگی میں ایک ہی مرتبہ پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی مرتبہ مرتا ہے۔" ہم نے تحریکِ ختم نبوت کے محاذ کے ایک شعوری کارکن کی حیثیت سے محسوس کیا کہ استقامت اختیار کر لی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ غیبی نصرت نہ آئے۔ اِس مہم کے ردِ عمل میں قادیانی سربراہ مرزا مسرور نے 11 ستمبر کو لندن میں خطبہ جمعہ کے نام سے جو تقریر کی اُس میں کہا کہ: "تمام قادیانی الطاف حسین کی کامیابی کے لئے دعا کریں" لیکن افسوس کہ کچھ نادان مہربان علماءِ کرام کی شکل میں کراچی میں الطاف حسین کے ٹیلی فونک خطاب اور افطار ڈنر میں شریک ہو کر اُس سے ہم آہنگی اور پھر صفائیاں دینے پر آ گئے اور تحریکِ ختم نبوت کے کام کو شرانگیزی قرار دے کر اُس کو سبوتاژ کرنے پر لگے رہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت پر یقین رکھتا ہوں۔ میرے دادا آگرہ کے مفتی تھے لیکن انھوں نے اپنے انٹرویو اور اُس پر ہونے والے اعتراضات کا کوئی جواب نہ دیا۔ یعنی "سوال گندم جواب چنے۔"

16 ستمبر کو "عزت مآب" گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ارشاد فرمایا کہ: "توہینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قانون ختم ہونا چاہیے۔" گورنر پنجاب اور مقتدر حلقوں کی طرف سے اِس قسم کے بیانات اور الطاف حسین کی بدترین قادیانیت نوازی کے خلاف ملک بھر میں شدید ردِ عمل ظاہر کیا گیا۔ دینی جماعتوں کے علاوہ چند سیاسی جماعتوں اور بعض سیاست دانوں نے بھی اِس کا نوٹس لیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اسی مہم کا حصہ ہے کہ آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً قانون تحفظِ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قانون تحفظ ختم نبوت کو ختم یا غیر مؤثر کر دیا جائے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) تنقید کا حق مانگنے والے اپنے آپ پر تنقید

> اطلاعات یہ بھی ہیں کہ پرویز مشرف کا معتمد خاص مسٹر طارق عزیز، وفاقی وزیرِ داخلہ رحمٰن ملک اور فرحت اللہ بابر ایوانِ صدر کو قادیانیوں کی آماج گاہ میں تبدیل کر رہے ہیں

برداشت کرنے سے قاصر رہے۔ چنانچہ اخباری اطلاعات کے مطابق سندھ خصوصاً کراچی اور حیدرآباد میں ایم کیو ایم کی قادیانیت نوازی پر مساجد میں صدائے احتجاج بلند کرنے والے علماء کرام اور خطباء عظام کو دھمکیاں دی جانے لگیں اور مختلف حربوں سے پریشان کیا جانے لگا۔ لیاقت آباد کراچی میں ممتاز عالم دین قاضی احمد نورانی کو مسجد میں خطبے سے روکنے اور قادیانیوں کے خلاف بولنے کی پاداش میں مسجد کے منبر سے جبراً اُتارا گیا اور ان کو بری طرح ہراساں کیا گیا۔ حیدرآباد میں چھٹکل جاڑھی کھائی روڈ کی مسجد حاجی شاہ میں قادیانیوں اور ان کی حمایت کرنے والوں کے خلاف تقریر کرنے والے خطیب قاری عبدالغفار شاکر کو مسجد کا گھیراؤ کر کے گرفتار کرانے کی پوری کوشش کے بعد ان کے مکان پر اندھادھند فائرنگ کی گئی۔ سٹی پولیس نے حق پرست کونسلر کی مدعیت میں خطیب اور اس کے ساتھیوں کے خلاف مذہبی منافرت پھیلانے کے نام پر مقدمہ درج کرلیا۔ مسجد حاجی شاہ کے خطیب اور جماعت اہلسنت کے ضلعی کنوینئر قاری عبدالغفار شاکر نے جمعہ کے خطاب کے دوران تحفظِ ختمِ نبوت کے حوالے سے قادیانیوں کی شرانگیزی کے خلاف خطاب کیا تھا اور قادیانیوں کی حمایت میں سرگرم افراد کو قادیانیوں کا ایجنٹ قرار دیا تھا اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف تقریر کرنے پر "ناراض" لوگوں نے پولیس پر دباؤ ڈالا کہ اگر قاری عبدالغفار نہیں ملتے تو اعتکاف میں بیٹھے عمران اور اُن کے دیگر ساتھیوں کو گرفتار کیا جائے، لیکن پولیس نے عوامی ردعمل کے پیش نظر ایسا نہیں کیا۔ تاہم دو افراد نے پھلیلی وال پاڑہ (حیدرآباد) میں قاری عبدالغفار شاکر کے گھر کے دروازے پر اندھادھند گولیاں برسائیں اور علاقے میں بھی ہوائی فائرنگ کی۔ ہفتہ کو نماز فجر کے وقت قاری عبدالغفار کو تلاش کرنے کے لئے ایک لسانی تنظیم کے افراد نے مسجد حاجی شاہ کا گھیراؤ کیا اور دھمکیاں دیں، تاہم وہ موجود نہ تھے اور سٹی پولیس اسٹیشن میں رات ساڑھے دس بجے ایف آئی آر نمبر 158/09 تحصیل سٹی یوسی 6 کے حق پرست کونسلر ولی الدین ولد جمال الدین شیخ چھٹی رحمانی شاہی بازار کی مدعیت میں درج کرائی گئی کہ وہ مذہبی منافرت پھیلانے سے باز نہیں آتے۔ جمعۃ الوداع کے موقع پر آنے والے نمازیوں میں اِس صورتحال پر اشتعال پھیل گیا۔ متحدہ کے کارکن کچھ دیر کی ہنگامہ آرائی کے بعد واپس چلے گئے۔ تاہم نماز عشاء کے بعد جب نماز تراویح ادا کی جا رہی تھی تو دو بکتر بند گاڑیوں سمیت پولیس کی بھاری نفری حاجی شاہ مسجد پہنچ گئی اور مسجد کو گھیرے میں لے لیا، جس کے نتیجے میں مسجد میں موجود نمازی محصور ہو کر رہ گئے ؏ "جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے" یہ سب کچھ ان کے لئے ہو رہا ہے جن کے مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ "مجھے جو نہیں مانتا وہ کنجریوں کی اولاد ہے۔"

> الطاف حسین اور سلمان تاثیر کے ناپاک بیانات اُسی مہم کا حصہ ہے کہ آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً قانون تحفظِ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قانون تحفظِ ختمِ نبوت کو ختم یا غیر مؤثر کر دیا جائے

اِس ساری صورتِ حال کا جائزہ لینے اور اِس پر مؤثر و مشترکہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے "متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان" کے زیر اہتمام رابطہ کمیٹی کے مرکزی ارکان کے علاوہ دیگر حلقوں اور شخصیات کا ایک ابتدائی اجلاس 5 اکتوبر 2009ء بروز سوموار دفتر مرکزیہ مجلسِ احرارِ اسلام لاہور میں منعقد ہوا۔ ہم اِس صورتِ حال کو ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتے کہ امریکہ پاکستان میں اپنے مخالفین کو راستے سے ہٹانے کے لئے پہلے سے زیادہ سرگرم ہے اور امریکی جارحیت کو بے نقاب کرنے والوں کو پاکستانی حکمرانوں کے ذریعے بھی زیرِ عتاب لایا جا رہا ہے۔ "بلیک واٹر" نامی تنظیم سفاک قاتلوں اور ڈاکوؤں کی طرح ہماری نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں پر حملہ آور ہے اور اس کے کارندے اسلام آباد اور ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے کئی دوسرے حساس مقامات پر دندناتے پھر رہے ہیں۔ اِس حوالے سے پیپلز پارٹی کی حب الوطنی پر کئی اعتراضات میڈیا پر سامنے آچکے ہیں۔ اطلاعات یہ بھی ہیں کہ پرویز مشرف کا معتمدِ خاص مسٹر طارق عزیز، وفاقی وزیرِ داخلہ رحمٰن ملک اور فرحت اللہ بابر ایوانِ صدر کو قادیانیوں کی آماج گاہ میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اس گھمبیر صورتحال میں دینی جماعتوں اور خصوصاً تحریکِ ختمِ نبوت کے کام سے متعلق تنظیموں، اداروں اور افراد کو اپنے اپنے تحفظات کے باوجود مشترکہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے آگے بڑھنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ شر و فتن سے محفوظ فرمائیں اور اِس کام میں برکت فرمائیں اور ہم سب مل جل کر اس مقدس مشن کو آگے بڑھانے والے بن جائیں۔ آمین یارب العالمین!

النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ایکسرے، ای۔سی۔جی اور الٹراساؤنڈ کی جدید اقسام کلر ڈاپلر، T.V.S، 4-D، ایکوکارڈیوگرافی اور Lungs Function Tests کی سہولیات

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیرِ نگرانی تصدیق شدہ ادارہ
ISO 9001:2000

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیشِ نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

خصوصی پیشکش

الٹراساؤنڈ (پیٹ)، Lungs Function Tests، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/2500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور
Ph:5163924, 5170077 Fax:5162185
Mob:0300-8400944, 0301-8413933 E-mail:info@alnasarlab.com

ترجمہ: محمد فہیم

عالمِ کفر کے لیے

مسئلہ دہشت گردی نہیں خلافت ہے

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب

Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade

کا قسط وار اُردو ترجمہ

مسلمانوں سے صلیبیوں کو جو اصل اندیشہ لاحق ہے وہ اندیشہ 'خلافت' ہے۔ باب سوم میں اس کی وجوہات پر بحث کی جائے گی۔ یہاں بات اس امر تک محدود رکھی جائے گی کہ ہاں یہ خوف موجود ہے۔

جنوبی ایشیا سے تعلق رکھنے والے ایک معروف رہنما محمد علی جوہر نے 1924ء میں پیشگوئی کی تھی کہ "خلافت کے مٹنے سے ہندوستانی مسلمانوں کے ذہن پر جو اثرات مرتب ہوں گے ان کے متعلق پیشن گوئی مشکل ہے لیکن یہ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ (حادثہ) اسلام اور تہذیب دونوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔ اسلامی اتحاد کی نشانی اور مسلم دُنیا میں وقت کے سب سے موزوں ادارے کا خاتمہ اسلام کے انتشار کا پیش خیمہ بنے گا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس نہایت ہی مستحسن ادارے کے خاتمہ سے جو خلا پیدا ہوگا وہ غیر ترقی یافتہ اور نیم مذہب لوگوں کے لیے آگے آنے اور افراتفری اور تباہی پیدا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔"

81 سال بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یہ "مہذب دُنیا" جو صدام حسین کے "مظالم" کا کھوج لگانے کے مقدس کام میں مصروف ہے، اسے ازبک صدر اسلام کریموف کے اندیجان میں عام شہریوں کے قتل عام کا "رحمدلانہ" کام نظر ہی نہیں آتا۔ اس مجرمانہ خاموشی کا سبب اسلام کریموف کا وہ جواز ہے جو اُس نے ازبکستان میں تسلسل کے ساتھ انسانی حقوق کی پامالی اور قتل عام کے ضمن میں پیش کیا ہے (اور جسے "مہذب دُنیا" نے صحیح مانا ہے)۔ کریموف کے الفاظ میں "وہ (مظلومین ومقتولین) خلافت قائم کرنا چاہتے تھے"۔

مسلم دُنیا میں آمر حکمرانوں کے اسی قبیل کے بہت سے مظالم "مہذب دُنیا" کو اس لئے قابل قبول ہیں کہ ان کی نظر میں سیکولر طبقہ حزب التحریر جیسی تحاریک کے خلاف برسر پیکار ہے، جن کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

نام نہاد نمایاں اطلاعاتی ذرائع اور مذہبی وسیاسی فرنٹ کے معماران جنگ چاہتے ہیں کہ ہر کوئی یہ یقین کرے کہ اصل مصیبت ابتداء میں افغانستان میں طالبان کے برسر اقتدار آنے کے ساتھ شروع ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی سطح پر جتنی بھی مشکلات رونما ہوتی رہی ہیں ان سب کو ساتویں صدی میں شروع ہونے والی خلافت ہی کی طرف منسوب کیا جاتا رہا ہے۔ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد جب برطانیہ نے 1924ء میں رہی سہی خلافت کا خاتمہ کیا تو پھر ہی اس نے آرام کا سانس لیا۔ اور تب ہی اسے یہ یقین ہو گیا کہ اُسے اسلام کے خلاف آخر کار آخری فتح حاصل ہو چکی۔

برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی بدقسمتی ہے کہ خلافت کا مسئلہ اب بھی اپنی جگہ موجود ہے۔ مسلم دُنیا میں بہت سارے عمل و ردعمل اور تحاریک اور مقابل تحاریک کو اب بھی جذبہ خلافت سے تقویت مل رہی ہے۔ نتیجتاً اسلام سے خائف لوگوں کی خلافت کو مٹانے کی صدیوں پرانی خواہش امریکہ،

واشنگٹن اور لندن کے اختیارات کے حامل جنگ پسند حکمران مسلمان عوام کو حقیقی آزادی ملنے کی مخالفت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں اور خلافت کے خلاف ایک ہوّا کھڑا کر کے ایک خوف کی فضا پیدا کر رہے ہیں

برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کی دہشت گردی کا سبب بنی ہوئی ہے (گو وہ اپنی دہشت گردی کو تسلیم نہیں کرتے)۔ اسی طرح مسلمانوں میں بھی خود مختاری اور حقیقی آزادی کے لیے ایک جذبہ پروان چڑھ رہا ہے کہ وہ نوآبادیاتی طوق سے اپنی گردن کو چھڑا لیں۔ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کی قیام خلافت کی طرف توجہ نہ ہو، لیکن حقیقی آزادی اور مسائل کے حل کے لیے ایک متفقہ کوشش کا قدرتی نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ ایسی کوششیں قیام خلافت ہی کے ضمن میں ایک پیش رفت ثابت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ واشنگٹن اور لندن کے اختیارات کے حامل جنگ پسند حکمران مسلمان عوام کو حقیقی آزادی ملنے کی مخالفت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں اور اس بنا پر خلافت کے خلاف ایک ہوّا کھڑا کر کے ایک خوف کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔

نیو یارک ٹائمز کی الیزبتھ بوطر اپنے 11 دسمبر کے کالم میں لکھتی ہیں کہ "پینٹاگون میں پالیسی باس کے درمیان اندرونی طور پر لفظ "خلافت" کا استعمال اس وقت سے چلا آ رہا ہے جب وہ عراق جنگ کی منصوبہ بندی کر رہے تھے، تاہم انتظامیہ نے کھلے عام اس اصطلاح کا استعمال گزشتہ پیر کو واشنگٹن میں اور دوبارہ جمعرات کو PBS (چینل) پر بات کرتے ہوئے کیا۔ ڈیفنس پالیسی کے انڈر سیکرٹری ایرک ایلڈ مین نے ہفتہ پہلے فارن ریلیشن کونسل میں منعقدہ راؤنڈ ٹیبل کے موقع "پر خلافت" کا لفظ استعمال کیا۔ نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر سٹیفن ہیڈ لے نے اکتوبر میں نیو یارک اور لاس اینجلس میں اپنی تقاریر کے دوران اس لفظ کا استعمال کیا۔ مشرق وسطیٰ میں اعلیٰ امریکی کمانڈر جان ابی زید ستمبر میں کیپٹل ہل میں ایک گفتگو کے دوران اسے استعمال میں لایا۔"

مسئلہ یہ ہے کہ خلافت کے تصور سے ان لوگوں کے دلوں میں ایک اذیت ناک خوف جنم لیتا ہے، جنہوں نے یہ قسم اُٹھا رکھی ہے کہ وہ کبھی بھی مسلمان قوم کو متحد رہنے، حق خود اختیاری حاصل کرنے اور قرآنی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے نہیں دیں گے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلم ممالک پر قابض تابع مہمل حکمرانوں سے گلو خلاصی اور (خلافت کی بنیاد پر) منقسم اسلامی دُنیا کا متحد ہونا ہی مسلمانوں کے لیے حقیقی آزادی کا ذریعہ بن سکتا ہے، لہٰذا وہ (کفریہ قوتیں) ان مقاصد کے حصول کے لیے مسلمانوں کی ہر قسم کی منظم جدوجہد کی راہ میں رکاوٹیں ڈال کر اسے ناکامی سے دوچار کرنے کی کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کریں گے۔

ایسی کسی بھی جدوجہد کا ذرا خیال ہی اسلام سے خائف ان طبقات کو پیش بندی (Pre-emptive) کے

اقدامات لینے پر آمادہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ ظاہر ہے یہ اقدامات نتیجتاً مسلمانوں میں غم وغصہ اور ردعمل پیدا ہونے اور انہیں جوابی اقدامات پر آمادہ کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے جن کو یہ فکر لاحق ہے کہ مسلمانوں کے لیے ایک "آزاد مرکزی اتھارٹی" کا وجود ایک ناگزیر لازمہ ہے۔ وہ

> **"دہشت گردی کے خلاف جنگ" تمام اسلام مخالف کوششوں کے لیے مختصر عنوان ہے۔ دانشورانہ حملے، قانونی رکاوٹیں، جنگی مہمات، دوسرے ملکوں پر قبضہ، قید وبند کی مشقتیں، تشدد وتعذیب اور خلافت کو بحیثیت ایک اعلیٰ ادارہ بدنام کرنے کی سازشیں یہ تمام اسلام مخالف کوششوں کا حصہ ہیں**

سمجھتے ہیں کہ تاریخ انسانی کے دوراز کار انقلابات کے برعکس دُنیائے عرب کے عین قلب میں ساتویں صدی عیسوی میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوا، جس سے اسلام نہ صرف یہ کہ ایک نظام زندگی کی صورت میں متشکل ہوا بلکہ اس نے انسانی مسائل کے حل کے لیے ایسے رہنما اصول بھی دیئے جو آج بھی قابل عمل ہیں۔

افغانستان پر جنگ مسلط کرنے کے منصوبہ سازوں کے عمل سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ایک مرکزی اتھارٹی کے قیام کا خیال جس شدت سے اُبھرے گا اسی تناسب سے اس کی راہ میں رُکاوٹیں ڈالنے کی کوشش بڑھیں گی۔ یہ قوتیں یہ کبھی نہیں ہونے دیں گی کہ موجودہ ظالمانہ نظام کے مقابلے میں کوئی متبادل معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی عادلانہ نظام کا ماڈل پیش کیا جاسکے۔

9/11 کے بعد "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کو تمام اسلام مخالف کوششوں کیلئے مختصر عنوان کے حیثیت سے ایک سلوگن کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ دانشورانہ حملے، قانونی رکاوٹیں، جنگی مہمات، دوسرے ملکوں پر قبضہ، قید وبند کی مشقتیں، تشدد وتعذیب اور خلافت کو بحیثیت ایک اعلیٰ ادارہ بدنام کرنے کی سازشیں تمام ایسے عنوانات ہیں جو اسلام مخالف کوششوں کا حصہ ہیں۔ اس شیطانی تدبیر میں "خلافت" کو "دہشت گردی" کے ہم معنی (مترادف) قرار دیا گیا ہے۔ یہ چیزیں آسانی سے ان مختصر اعلامیوں میں نوٹ کی جاسکتی ہیں جو ان دنوں کسی کانفرنس یا اجلاس کے اختتام پر جاری کئے جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ دُنیا میں "دہشت گردی" کے علاوہ اور کوئی بھی کام نہیں ہورہا ۔۔۔۔۔ ان تمام حربوں کا لب لباب اس پیغام کی شکل میں ہوتا ہے کہ "ہم دہشت گردی کے مقابلے میں ایک ہیں اور ہم نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ "دہشت گردوں" کو یہ جنگ جیتنے نہیں دیں گے۔ وہ ہماری اقدار اور طرز حیات کے مخالف ہیں"۔

ایک حقیقت بین انسان یہ سوال کرسکتا ہے کہ یہ نام نہاد "مسلم دہشت گردی" اُس قتل عام، تشدد وتعذیب، قید وبند کی صعوبتوں اور استحصالی حربوں کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتی ہے جو آپ نے مسلمانوں کو منظم اور متحد ہونے سے روکنے کے لیے اختیار کر رکھے ہیں۔ اس سے اس بات کے پایہ ثبوت تک پہنچنے میں دیر نہیں لگتی کہ یہ جنگ در حقیقت کسی اور چیز کے خلاف ہے۔ صرف دھوکہ کے لیے اس پر "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کا لیبل لگادیا گیا ہے۔ اس جنگ کی باقاعدہ عملی شروعات افغانستان پر حملہ اور قبضہ سے شروع ہوچکی ہیں۔

نیو یارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق 9/11 سے ایک مہینہ پہلے یہ کوششیں شروع ہوچکی تھیں کہ امریکی شہریوں کی اکثریت کے دل میں یہ بات بٹھادی جائے کہ دہشت گردی (Terrorism) ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لیے سب خطروں سے بڑا خطرہ ہے اور یہ نہ صرف وسعت اختیار کرتی جارہی ہے بلکہ بہت زیادہ مہلک ثابت ہورہی ہے۔ امریکہ دہشت گردوں کا سب سے پہلا ہدف ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ دہشت گردی کے خالق اکثر وبیشتر "مسلم انتہا پسند" گروہ ہی ہیں۔ تاہم Larry C. Johnson جو نتیجہ اخذ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ "اس قسم کے خیالات میں سے کوئی بھی مبنی بر حقیقت نہیں لگتا"۔ جانسن نے سی آئی اے کی رپورٹوں سے شواہد کے طور پر اعداد وشمار حاصل کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ بین الاقوامی دہشت گردی کی وجہ سے 90 کے عشرہ کے دوران ہونے والی اموات کی تعداد 2527 بتائی گئی ہے جبکہ 80 کے عشرہ میں یہ تعداد 4833 تھی۔ یہ تسلیم کردہ تعداد ہے۔ اب اس کا موازنہ اس غیر تسلیم کردہ 1.8 ملین اموات سے کیجئے جو اسی دوران امریکی، اس کے اتحادیوں اور اقوام متحدہ کی دہشت گردی کی وجہ سے عراق پر حملہ کے نتیجے میں واقع ہوچکی ہیں۔۔۔۔۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی دہشت گردی غیر تسلیم شدہ رہی، کیوں کہ اسے عراق میں تباہ کن ہتھیاروں (WMD) کی نام نہاد موجودگی کی وجہ سے جواز حاصل ہوچکا تھا۔ ساتھ ہی 80 کے عشرہ میں بظاہر "مسلم دہشت گردی" کی وجہ سے ہونے والی 4833 اموات کا ان 10 لاکھ اموات سے موازنہ کیجئے جو امریکہ کی شہ پر عراق کی ایران پر جارحیت کی وجہ سے ہوچکی تھیں۔ تو پھر دُنیا کو خطرہ کس سے ہے؟ مسلمانوں کی دہشت گردی سے جس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے یا امریکہ، اس کے اتحادیوں اور اقوام متحدہ کی دہشت گردی سے، جس کا کوئی اعتراف نہیں کیا جاتا۔

مسلم دہشت گردی کو بہانہ بنا کر غیر مختتم ہرزہ سرائی کا مقصد مسلمانوں کی اپنے حق خودارادیت اور خلافت کے بارے میں ہر پیش رفت کو روکنا اور بدنام کرنا ہے۔ اسلام مخالف قوتیں خلافت کے ادارے کو کب برداشت کرسکتی تھیں۔ انھوں نے تو 1924ء میں علامتی خلافت کو بھی نہیں چھوڑا اور اس کی باقیات الصالحات کو ٹھکانے لگانے کا پورا بندوبست کردیا۔ اب ان کو یہ خوف لاحق ہورہا ہے کہ کہیں خلافت دوبارہ اپنی اصل شکل میں ظہور پذیر نہ ہوجائے۔ چنانچہ 9/11 کی آڑ میں سکیورٹی اور حفاظتی اقدامات کے نام پر اسی موہومہ خلافت کی راہ روکنے کے لیے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔ اس مجموعی رویہ کی مکمل عکاسی برطانوی پریس کے اس ردعمل سے بخوبی ہوتی ہے جو 1994ء میں لندن میں خلافت کانفرنس کے انعقاد کے نتیجہ میں سامنے آیا تھا، دراں حالیکہ یہ 9/11 اور 7/7 سے پہلے والا معاملہ ہے۔ چند سرخیاں ملاحظہ کیجئے۔

7 اگست 1994 کو اخبار Independent نے سرخی لگائی "Muslim body accused of racism": Muslim rally angers jews

8 اگست 1994ء کو اخبار ٹیلگراف کی سرخی تھی "Wembly survives the Muslim call to arms" اسی مضمون کی ایک اور بغلی سرخی اس طرح ہے "Fundamentalists & Elusive Dream of An Islamic Empire" اس موقع پر ٹیلگراف کا اداریہ ہے "The Threat of Jihad" اس اداریے میں اخبار نے "خلافت کانفرنس" کے انعقاد کو الجزائر میں الیکشن کے ساتھ منسلک کرکے لکھا: "اسلامی بنیاد پرستوں نے انتخابات میں اکثریت حاصل کی۔ لیکن فوج نے سیاسی وجوہات پر ان کو اقتدار سے روکے رکھا۔" اداریے کے پیش نظر مسلمانوں کے درمیان باہمی تفرقہ کے لیے بیج بونا تھا۔ اداریے میں مزید لکھا گیا: "برطانیہ میں کل کے بنیاد پرستوں کی ریلی سے برطانوی معتدل مسلمانوں کی قیادت کو چیلنج کرنے کے

علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوئی۔" گارڈین اخبار نے کانفرنس کے استخفاف کے لیے اپنی 8 اگست کی رپورٹ میں لکھا: "کانفرنس میں 'اسلام اسلام' کی رٹ لگانے سے جوان برطانوی مسلمانوں نے تو کوئی خاص تاثر نہیں لیا"۔ اخبار نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ کانفرنس میں اکثر شرکاء کو بزور لایا گیا اور یہ کہ کسی چیز کا اسلامی یا غیر اسلامی ہونا "popular opinion" سے طے ہوگا (نہ کہ کسی کانفرنس کی تشریح سے)۔ خوف کی کیفیت کسی خاص طبقہ تک محدود نہیں رہی۔ "ٹائمز" اخبار نے اپنی 8 اگست کے اداریے میں خبردار کیا "ویمبلے آرنا (ہال) میں کل کے 8000 سے زائد مسلمانوں کے جلسہ نے برطانیہ اور بیرون برطانیہ ایک قابل فہم اضطرابی کیفیت پیدا کی ہے۔" بات صاف ظاہر ہے کہ 1924ء میں خلافت کا خاتمہ تو ہوا لیکن یہ اضطرابی کیفیت عالم کفر کے دلوں سے ختم نہ ہوسکی۔

8 اگست 1994ء کے اخبار The Independent میں ٹم کیسلے نے جو سرخی لگائی وہ پوری کہانی سناتی ہے۔ وہ لکھتا ہے: "بنیاد پرستوں کا اجتماع مغربی جمہوریتوں کا سیاسی خاتمہ چاہتا ہے۔ مسلمانوں نے صیہونی ریاست کو تباہ کرنے کا نعرہ دیا ہے۔" یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ کسی دائیں بازو والے اخبار کا نظریہ نہیں بلکہ ایک بہت ہی ترقی پسند روزنامہ کا نکتہ نظر ہے اور یہ 1994ء کا زمانہ ہے جب کہ ابھی طالبان کے اقتدار کا کہیں دور دور تک نام ونشان نہیں تھا۔

یہ بات سمجھنی چاہیے کہ خوف دلانے والے ان رپورٹروں سے آگے بڑھ کر دشمنانِ اسلام خلافت کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کو ان کے حق خود ارادیت سے محروم کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جانے سے گریز نہیں کریں گے۔ اس کام کے لیے وہ جو بھی حربے کارآمد معلوم ہوں گے، اختیار کریں گے، خواہ وہ اس کے لیے دہشت گردانہ حملوں کی منصوبہ بندی کریں، دوسرے ملکوں کے خلاف جارحیت اور ان پر ناجائز طور پر قابض ہونے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیں یا ایسے جرائم پیشہ حکمرانوں کا ساتھ دیں جو بدلے میں ایسے وعدے کریں کہ وہ مسلمانوں کو کبھی بھی اسلام کے مطابق زندگی گزارنے نہیں دیں گے۔ یہی وجوہات ہیں کہ ہر گزرنے والے دن کے ساتھ خلفشار وسیع ہوتا جارہا ہے اور دُنیا میں امن کی اُمیدیں کم ہوتی جارہی ہیں۔ (جاری ہے)

خلافت کا خاتمہ کیسے ہوا؟

خفیہ خط میں برطانوی انٹیلی جنس ایجنٹ کے اہم انکشافات

عالم اسلام کے مختلف خطوں میں گزشتہ دو سو سال میں فری میسن نے جو خوفناک سازشیں کیں، ان میں سرفہرست "خلافتِ عثمانیہ" کے سقوط کے لیے تشکیل دیا جانے والا منصوبہ تھا۔ عثمانی خلافت کا خاتمہ اس لیے کیا گیا، تاکہ فلسطین پر صیہونی قبضے کی راہ میں حائل قوتوں کو غیر موثر بنایا جاسکے۔ سقوط خلافت کا تفصیلی منصوبہ بین الاقوامی صیہونیت کا شاہکار ہے، جس پر یہودی آج بھی فخر کرتے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل محمد صفوت السقا امینی مرحوم اور ان کے معاون سعدی ابو حبیب نے سیکرٹری جنرل شیخ علی الحرکان کی ہدایت پر "فری میسنری" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی تھی۔ اس موضوع پر اُردو زبان میں بھی متعدد کتابیں شائع ہوئیں لیکن شیخ صفوت کی کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ ایک بڑا اہم خفیہ خط بھی شامل کیا گیا تھا جو اُردو زبان میں کہیں شائع نہیں ہوسکا۔ یہ خط اب سے 84 سال قبل برٹش انٹیلی جنس کے ایک ایجنٹ "جیرالڈ لوتھر" نے قسطنطنیہ سے برطانوی حکومت کے اہم رکن سر ای ہارڈنگ کو 29 مئی 1910ء کو اس وقت لکھا تھا جب ترکی میں خلافت عثمانیہ کی بساط لپیٹنے کے لیے فری میسن تحریک بہت سرگرم تھی اور اس کے بیرونی مقامی کارندے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور عسکری شعبوں میں اپنی سازشوں کے جال پھیلا رہے تھے۔ اس خفیہ خط میں جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں وہ اگرچہ 84 سال پرانے واقعات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن آج "نیو ورلڈ آرڈر" کے نام سے دنیا بھر میں اور بالخصوص پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر ان تفصیلات کا اطلاق حیرت انگیز طور پر اس طرح ہوتا ہے جیسے ہم ماضی کے آئینے میں حال کی تصویر دیکھ رہے ہوں۔ خط کا متن ملاحظہ کیجئے۔

"سر جیرالڈ لوتھر" (Sir Gerard Lawther) کا خفیہ مکتوب سر چارلس ہارڈنگ (Sir Charles Harding) کے نام جو انہوں نے 29 مئی 1910ء کو قسطنطنیہ سے بھیجا تھا۔ خط کے اوپر ذاتی اور خفیہ کا اندراج بھی تھا۔

پیارے چارلس!

گورسٹ کا 23/اپریل اور تمہارا 25 اپریل کا تار مجھے مل گیا ہے، جس میں تم نے اور گورسٹ نے محمد فرید کی مصر میں بطور قسطنطنیہ کے فری میسن تحریک کے مندوب کی نامزدگی کا ذکر کیا ہے اور اس امر کا بھی انکشاف کیا ہے کہ محمد فرید کے "کمیٹی برائے اتحاد و ترقی" سے بہت گہرے روابط ہیں۔ اسی لیے میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نوجوان ترک تحریک میں فری میسن تحریک کا خاصا عمل دخل ہے۔ میرے خط کے ذاتی اور خفیہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ترکی میں فری میسن تحریک حقیقتاً خفیہ اور سیاسی ہے۔ یہاں انگلستان اور امریکا کی طرح اس پر کھلے بندوں کام نہیں ہوسکتا۔ یہاں اس تحریک کے متعلق ساری معلومات رازداری میں رکھی جاتی ہیں۔ اگر کوئی اس کے سیاسی عزائم اور راز افشا کردے تو اسے ہر وقت اس امر کا خدشہ رہتا ہے کہ پتہ نہیں کس وقت وہ مافیا کا شکار ہوجائے۔ کچھ دن ہوئے ایک مقامی فری میسن نے کچھ راز افشا کر دیئے تھے۔ اسے فوراً یہ پیغام پہنچایا گیا کہ اس جرم کی پاداش میں فری میسن اپنے کورٹ مارشل کے ذریعے اسے موت کی نیند سلا سکتے ہیں۔

جیسا کہ تمہارے علم میں ہے، پیرس میں قائم نوجوان ترک تحریک بالکل مختلف ہے اور اسی سیلونیکا میں جو تحریک کام کررہی ہے اس کے عزائم کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ اس شہر کی آبادی تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار ہے، جس میں سے اسی ہزار ہسپانوی یہودی ہیں۔ اس میں سے بیس ہزار ایسے یہودی ہیں جنہوں نے اپنی اصلیت چھپانے کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ ہسپانوی یہودیوں میں سے بیشتر نے اطالوی شہریت حاصل کرلی تھی اور اس حساب سے اب ان کا تعلق اطالوی فری میسن تحریک سے ہے۔ ناتھن...... جو روم کا لارڈ میئر ہے...... یہودی ہے اور فری میسن تحریک میں وہ ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ اٹلی کے دو

وزرائے اعظم لوزائی اور سونینو اور بعض ممبران سینیٹ اور اسمبلی یہودی تھے اور فری میسن سے وابستہ تھے۔ان کا دعویٰ تھا کہ وہ قدیم اسکاٹ لینڈ کی تحریک کے پیروکار تھے۔

چند سال قبل سیلونیکا کے ایک یہودی فری میسن ''ایمونیئل کراسو'' جو عثمانیہ چیمبر میں اس شہر کا نمائندہ بھی ہے، ''مقدونیہ ریسورتا'' نامی ایک فری میسن لاج کی بنیاد رکھی۔اس کا تعلق اٹلی کی فری میسن تحریک سے تھا۔اس نے نوجوان ترک فوجی افسران اور عام شہریوں کو اس بات پر اکسایا کہ وہ ترکی کی حکومت عثمانیہ کے خلاف ان کی تحریک سے وابستہ ہو جائیں۔جو لوگ حکومت وقت کے خلاف تھے ان کو اس کا یہ فائدہ تھا کہ اگر وہ کسی غیر ملکی ادارہ کی حدود میں ہوں تو حکومت ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی۔اس وقت کے سربراہ مملکت عبدالحمید کے جاسوسوں کو اس تحریک کا علم ہو گیا۔اسماعیل ماہر پاشا نامی ایک جاسوس کو اس تحریک کا علم ہوا تو اس نے یلدز پیلس (شاہی محل) کو اس کی اطلاع پہنچا دی لیکن اسے جولائی 1908ء کے انقلاب کے زمانے میں قتل کر دیا گیا۔قتل اس طرح کیا گیا کہ وہ رات کے اندھیرے میں حادثہ نظر آئے۔حکومت نے فری میسن لاج کے آس پاس اپنے جاسوس تعینات کر رکھے تھے جو فری میسن لاج میں آیا جایا کرتے تھے۔فری میسن تحریک نے حکومت کی اس کارروائی کو ناکام بنانے کے لیے خفیہ پولیس کے افراد کو اپنے ''بھائی'' کے نام سے تحریک کا ممبر بنانا شروع کر دیا۔سیلونیکا کی تحریک خالصتاً یہودی تھی اور نوجوان ترکوں کا نعرہ ''آزادی، اتحاد اور برابری'' بھی اٹلی کی فری میسن تحریک کا عطا کردہ تھا۔دونوں کے رنگ سرخ اور سفید بھی یکساں تھے۔جولائی 1908ء کے فوراً بعد جب نوجوان ترکوں کی کمیٹی نے قسطنطنیہ میں اپنے قدم جما لیے تو پتا چلا کہ اس کے چیدہ ممبران میں سے بیشتر فری میسن تھے۔یہودی ''کراسو'' اپنے پتے بڑے ہوشیاری سے استعمال کر رہا تھا اور اُسے اب خاصے اختیارات حاصل ہو گئے تھے۔اس نے بلقان کمیٹی پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔اب یہ امر بالکل عیاں تھا کہ ہر قسم کے یہودی، مقامی یا بیرونی سب کے سب اس نئی صورتِ حال کے حامی و مددگار تھے، یہاں تک کہ ایک ترک نے برسرِ عام اس خیال کا اظہار کیا کہ ہر یہودی اس کمیٹی کی طرف سے جاسوسی کا کام کر رہا ہے اور عوام میں یہ تاثر بھی عام ہو گیا ہے کہ یہ ترکی انقلاب نہیں بلکہ یہودی انقلاب ہے۔اطالوی حکومت نے ایک یہودی کو جو فری میسن بھی تھا اور جو پرایمیو لیوی کے نام سے موسوم تھا، سیلونیکا میں اپنا سفارتی نمائندہ نامزد کیا حالانکہ اس کا تعلق سفارتی سروس سے نہیں تھا۔اس کے علاوہ آسکر اسٹراس اور جیکب شف نے امریکی یہودیوں پر زور دیا کہ وہ میسوپوٹامیہ (موجودہ عراق) میں آباد ہونے کی کوشش کریں۔یہ پلان صیہونیت کی ترقی و ترویج کے لیے دوسرے پلان کے علاوہ تھا۔آسکر اسٹراس کو سیلونیکا میں امریکی سفیر متعین کروادیا گیا۔شاید تمہارے علم میں یہ بات ہو کہ کٹر مسلمان فری میسنری کے سخت خلاف ہیں۔یہ لوگ اسے لامذہبیت سے بھی زیادہ خراب سمجھتے ہیں۔کمیٹی برائے اتحاد و ترقی کے خلاف جو تحریک شروع ہوئی تھی آخری کار وہ 13 اپریل 1909ء کی بغاوت پر منتج ہوئی۔اس بغاوت کی ایک اہم وجہ فری میسنری سے لوگوں کی نفرت تھی۔ان واقعات کا اب تک کوئی صحیح تجزیہ نہیں ہو پایا ہے لیکن اس وقت بھی اس امر کا نوٹس لیا گیا تھا کہ وہ چار بٹالین جو خاص طور سے سیلونیکا سے دارالخلافہ کی طرف بھیجی گئی تھیں اور جنہیں کامل پاشا تیسری فوجی کور کی طرف بھیجنا چاہتا تھا اس نے بغاوت کر دی۔حقیقتاً ان بٹالینوں کی کمان ''رمزی بے'' نامی ایک کرنل کر رہا تھا۔رمزی بے اصل میں ایک یہودی اور فری میسن تھا جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔اس حرکت پر رمزی بے کا کورٹ مارشل ہونا چاہیے تھا لیکن اس کے بجائے اسے سلطان محمد پنجم کا چیف اے ڈی سی مقرر کر دیا گیا۔سلطان محمد پنجم کو یہودی سازش کے تحت معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ سلطان عبدالحمید تخت نشین ہوئے۔کراسو ہی عبدالحمید کے پاس سلطان محمد پنجم کی معزولی کی خبر لے کر گیا تھا۔سلطان عبدالحمید کو سازشی عناصر سیلونیکا لے کر گئے اور وہاں کمیٹی کے اطالوی یہودی بینک والوں کے گھر میں تقریباً مقید کر دیا اور رمزی بے کے ایک بھائی کو ان پر نگراں کے طور پر تعینات کر دیا گیا۔سلطان کی معزولی کے بعد سیلونیکا کے یہودی اخبارات نے بڑے زوردار الفاظ میں یہ خبر چھاپی کہ اسرائیل پر مظالم ڈھانے والے سے نجات مل گئی۔سلطان نے دو مرتبہ صیہونی لیڈر ہرزل کی اپیل مسترد کر دی تھی اور فلسطین میں صیہونی عزائم کو بارآور نہیں ہونے دیا تھا۔ہیمبرگ میں دسمبر 1909ء میں نویں صیہونی کانگریس میں باضابطہ اعلان کیا گیا کہ یہودی دنیا میں صیہونیوں اور دوسرے یہودیوں کے درمیان جو اختلافات تھے وہ ترکی انقلاب کے معجزہ کی وجہ سے ختم ہو گئے۔ساتھ ہی ساتھ جاوید بے جو حقیقتاً یہودی اور فری میسن تھا اور سیلونیکا کا نمائندہ تھا، وزیر مالیات بنا دیا گیا اور ایک دوسرا فری میسن طلعت بے وزیر داخلہ کے عہدہ پر فائز کر دیا گیا۔علمی پاشا نے بھی جو وزیر اعلیٰ تھے، فری میسن بننے کی درخواست دی تھی لیکن اس کے بعد انہوں نے اس میں ''دلچسپی'' نہیں ظاہر کی۔دو سال کے لیے مارشل لاء لگا دیا گیا۔مارشل لاء عدالتوں کے بیشتر عہدیدار فری میسن تھے۔پارلیمنٹ کو ''حکم'' دیا گیا کہ وہ پریس کے متعلق ایک نہایت ہی سخت قانون منظور کرے اور سیلونیکا کا ایک شخص جو بظاہر مسلمان لیکن حقیقتاً یہودی اور فری میسن تھا، پریس بیورو کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا۔اس کے اختیارات بے حد وسیع تھے۔اسے اختیار تھا کہ ''نئی حکومت پر تنقید'' کرنے والے کو اگر وہ چاہے تو بند کر سکتا تھا اور اخبار کے مالک اور ایڈیٹر کو کورٹ مارشل کے تحت سزا دے سکتا تھا۔ایک عثمانیہ ٹیلی گراف ایجنسی کا افتتاح بھی کیا گیا جو کمیٹی کو اندرونی اور بیرونی حالات سے باخبر رکھتی تھی۔اس ایجنسی کا روح رواں بھی بغداد کا ایک یہودی تھا۔

یہودی اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئے کہ سیلونیکا کے ایک یہودی وکیل اور فری میسن کو وزارت انصاف کا مشیر بنا دیا جائے۔اتحاد و ترقی کی کمیٹی کی قسطنطنیہ کی شاخ کو چلانے والا بھی بظاہر مسلمان لیکن حقیقتاً ایک یہودی اور فری میسن ہے۔سیلونیکا کے ایک بظاہر مسلمان لیکن حقیقتاً یہودی اور فری میسن کو دارالخلافہ کا لارڈ میئر بنانے کی کوشش جاری ہے گو اس میں ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی، لیکن امکان یہی ہے کہ اس کوشش کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے کیونکہ مصر کا ایک فری میسن شہزادہ سعید حالم ڈپٹی میئر بننے میں کامیاب ہو گیا ہے۔فرانس کی طرح قسطنطنیہ کے لارڈ میئر کے اختیارات بہت وسیع ہیں۔شہر کے سارے معاملات اس کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔اس طرح وہ عام شہریوں کی زندگی پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔میونسپلٹی کے انتخابات پر بھی وہ اثر انداز ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ قسطنطنیہ کے نمائندوں کے انتخاب میں اس کا اثر و رسوخ کام آسکتا ہے۔ساتھ ہی ساتھ پرانی وزارت پولیس کی جگہ اب ایک ''عوامی حفاظتی محکمہ'' تشکیل دے دیا گیا ہے جو پولیس اور نیم فوجی تنظیموں کو کنٹرول کرے گا۔یہ محکمہ سیلونیکا کے ایک فری میسن کے ماتحت ہو گا۔پارلیمنٹ کو یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ وہ ایک قانون کے تحت کوئی اور مثلاً یونانی یا بلغاریہ کے لوگ کسی طرح کی تنظیم نہیں بنا سکتے تھے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کمیٹی برائے اتحاد و ترقی ہر ایک پر حاوی ہو گئی اور ہر تحریک و تنظیم کو کچل دیا گیا اور کمیٹی خود ایک خفیہ انقلابی سوسائٹی کی بجائے ایک ''سیاسی اور معاشرتی سوسائٹی'' میں تبدیل ہو گئی۔اس نے اپنے قواعد و ضوابط باقاعدہ مشتہر کیے۔(جاری ہے)

(بشکریہ: ہفت روزہ ''ضرب مومن'')

جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ میں دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام

میرا تعلق گلستان جوہر کراچی سے ہے۔ میں گزشتہ ایک سال سے جوہانسبرگ، ساؤتھ افریقہ میں ایک موبائل کمپنی سے منسلک ہوں۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دورہ جنوبی افریقہ کے دوران یہ بات علم میں آئی کہ برادرم محمد علی انجم گزشتہ پانچ سال سے یہاں رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کرا رہے ہیں اور اس سال بھی کرائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب کے دورۂ افریقہ کے دوران میری کوشش تو یہ رہی کہ زیادہ سے زیادہ لیکچرز میں حاضری ہو لیکن دفتری مصروفیات اور فاصلوں کی زیادتی کے باعث کل 5-6 لیکچرز میں ہی شمولیت ہو پائی۔ پچھلے چند سال سے تنظیم کی ویب سائٹ پر ڈاکٹر صاحب کی تقریریں سن کر خواہش تھی کہ اللہ کبھی ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کا موقع عنایت فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش دیارِ غیر میں پوری فرمائی۔ الحمد للہ!

راقم الحروف نے گزشتہ چند رمضان المبارک مختلف ممالک میں گزارے لیکن جو لطف اس سال جوہانسبرگ میں رمضان المبارک گزارنے پر آیا، اس کے لیے میں تنظیم اسلامی کے ساتھیوں کا ممنون ہوں۔ گزشتہ سال رمضان کے آخری چند ایام "مل ٹاپ لان" کراچی میں انجینئر نوید احمد کا دورۂ ترجمہ قرآن سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خواہش تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے موقع دیا اور جب بھی ممکن ہوا تو پورے دورۂ ترجمہ قرآن میں شرکت کروں گا۔

28 شعبان کو برادرم محمد علی انجم کا فون آیا اور انہوں نے دورۂ ترجمہ قرآن کے مقام اور اوقات کی اطلاع دی۔ گزشتہ برس کی طرح اس سال بھی اہتمام "فورڈزبرگ" کے علاقہ میں واقع ایک ہال میں کیا گیا۔ "فورڈزبرگ" یہاں کے پاکستانی اور انڈین عوام میں خاص اہمیت کا حامل ہے اور وجہ شہرت دیسی لوگوں کے کاروبار، رہائش گاہیں اور کھانے پینے کے ہوٹل وغیرہ ہیں۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہال میں قالین بچھا کر نماز کا انتظام اور دورہ ترجمہ قرآن کا آغاز کر دیا گیا۔ قرآن کریم رکھنے کے لیے ڈیسکس کا بھی انتظام تھا۔ اسی بلڈنگ میں وضو اور طہارت کا مکمل انتظام تھا۔ نمازِ عشاء کا وقت پونے آٹھ بجے تھا، لیکن انتظامی معاملات کی بنا پر پہلے دن نماز عشاء چند منٹ کی تاخیر سے ہوئی۔ تراویح حافظ کلیم اللہ نے پڑھائی۔ وہ پچھلے چار سالوں سے محمد علی انجم کے ساتھ دورۂ ترجمہ میں تراویح پڑھا رہے ہیں۔ موصوف کا تعلق ہندوستان سے ہے اور دار العلوم دیوبند سے فارغ ہیں اور گزشتہ چند سالوں سے جنوبی افریقہ میں مقیم ہیں۔ محمد علی انجم کے اندازِ بیاں میں ڈاکٹر صاحب کے لہجے کی جھلک نمایاں تھی۔ پہلے دن کا اختتام لگ بھگ ایک بجے ہوا اور فقط نصف پارہ مکمل ہوا۔ یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ پڑھنے میں تو محض 30 منٹ یا اس سے کچھ زیادہ ہی وقت لگنا چاہیے تو اتنے گھنٹے کیوں؟ اس کی وجہ برادرم محمد علی انجم کا زبردست اندازِ بیاں، حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر تمثیل نگاری، علامہ اقبال کا فلسفہ اور اردو و فارسی اشعار کی موقع محل کے مطابق زبردست ادائیگی، وقتاً فوقتاً مشرق و مغرب کے تجزیہ نگاروں کی مثالیں وغیرہ وغیرہ، تاکہ ایک عام فہم انسان سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ، دونوں کی دلچسپی قائم رہے۔ 12 تراویح کے بعد چائے اور بسکٹ وغیرہ کے لیے وقفہ ہوتا تھا، تاکہ شرکاء میں تر و تازگی برقرار رہے۔ میں اس موقع پر اپنے ان تمام بھائیوں کا ممنون ہوں جو وقتاً فوقتاً کھانے کی مختلف چیزیں لاتے رہے۔

آج 24 ویں شب ہے جب میں یہ سطور تحریر کر رہا ہوں اور کل ختم القرآن ہے۔ ہمارا مہمان رمضان کریم بس ہم سے رخصت ہوا چاہتا ہے۔ وقت کہاں اور کیسے گزر گیا؟ پلک کا جھپکنا ٹھہرا۔ بس اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ بار بار ہمیں رمضان المبارک کی سعادت اور برکات سے مستفید ہونے کا موقع دے۔ اور ہمیں خاص اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

میں اس موقع پر جناب محمد علی انجم کا احسان مند ہوں۔ وہ ہمارے لیے Source of Inspiration بھی ہیں۔ انہوں نے جس تندہی، لگن اور دینی جذبہ کے ساتھ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، اللہ رب العزت انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔ الحمد للہ، بچپن میں ہی والدین کے احسان سے قرآن حکیم ختم کر لیا تھا، لیکن تنظیم اسلامی کے توسط سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کا موقع عنایت فرمایا۔ بلاشبہ رمضان المبارک میں ایسی مجالس کا انعقاد (خاص طور پر دیارِ غیر میں) ایک نعمت سے کم نہیں۔ میں جناب محمد علی انجم اور تنظیم اسلامی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تنظیمی مقاصد کا حصول آسان فرمائے اور کامیابی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: محمد عاطف الزمان، جوہانسبرگ، ساؤتھ افریقہ)

رمضان المبارک کے دوران اسرہ ساہیوال کی دعوتی سرگرمیاں

رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی اسرہ ساہیوال کے زیر اہتمام ہونے والے دروس قرآن و خطابات کی تفصیل ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔ ان پروگراموں کے واحد مقرر و مدرس حسب سابق جناب عبداللہ سلیم تھے۔

استقبالِ رمضان کے پروگرام:

1۔ استقبالِ رمضان کا پہلا پروگرام 30 شعبان کو حلقہ جماعت اسلامی میں ہوا۔ اس پروگرام کے لیے بھرپور تشہیر کی گئی تھی۔ نتیجتاً لوگوں کی بڑی تعداد نے پروگرام میں شرکت کی۔

2۔ اس سلسلے کا دوسرا پروگرام یکم رمضان المبارک کو جناب عبداللہ سلیم کے گھر پر ہی ہوا۔ جس میں 45 کے قریب مرد اور 50 سے زائد خواتین نے شرکت کی تھی۔ افطاری کا معقول انتظام تھا۔ الحمد للہ یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔

ماہِ مبارک کے خصوصی پروگرام

1۔ جماعت اسلامی کے اہم رکن و ویٹرنری ڈاکٹر ابرار احمد کے آفس میں ان کے سٹاف سے خطاب کا موقع ملا۔ پروگرام کے آخر میں ان کی طرف سے سٹاف کے لیے بھرپور افطار و ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔

2۔ چند دن جماعت اسلامی کے زیر اہتمام ترجمہ قرآن کلاس جو نماز فجر کے بعد ہوتی ہے، کے طلبہ سے بھی خطابات کا موقع ملا۔ ان خطابات کا دورانیہ ایک گھنٹہ ہوتا تھا۔

3۔ ایک بہت بھرپور دعوتی پروگرام ساہیوال چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے تحت پرل ہال ساہیوال میں منعقد ہوا، جس میں ڈویژن کی سطح پر تقریباً ساہیوال کی ساری انتظامیہ (بشمول ڈی سی او) شریک تھی۔ علاوہ ازیں معززین شہر کی کثیر تعداد نے بھی پروگرام میں شرکت کی۔ جناب عبداللہ سلیم نے قبل از افطار مختصر خطاب کیا اور دعا کروائی۔ بعد میں ڈی سی او نے تعارف کے دوران درسِ قرآن کی تحسین کی اور بتایا کہ جب میں تعلیم کے سلسلے میں لاہور میں زیر تعلیم تھا تو نماز جمعہ ہمیشہ باغ جناح میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے پیچھے ہی ادا کرتا تھا۔

خواتین سے خطابات:

اس سال ماہ رمضان میں خواتین سے صرف تین خطابات ہوئے۔ دو خطابات عام تھے اور ایک خصوصی خطاب اسلامی جمعیت طالبات سے ہوا۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ خواتین سے پہلا خطاب 15 رمضان المبارک کو صبح دس بجے چودھری جمیل احمد کی

رہائش گاہ پر ہوا۔ یہاں ایک طویل حدیث مبارکہ بیان کی گئی۔ اس پروگرام میں تقریباً 60 خواتین شریک ہوئیں۔

2۔ دوسرا خطاب رمضان کے اختتام پر ہوا۔ اس میں سورۃ الشمس اور سورۃ اللیل کی تین تین آیات کی روشنی میں روزے اور رمضان کا حاصل بیان کیا گیا۔ الحمدللہ، یہ پروگرام بہت مؤثر رہا۔ پروگرام میں تقریباً 55 خواتین شریک ہوئیں۔ ان دونوں پروگراموں کا دورانیہ ایک گھنٹہ تھا۔

3۔ تیسرا پروگرام صرف اسلامی جمعیت طالبات سے خطاب کا تھا۔ ساہیوال کی سطح پر یہ ان کا خصوصی پروگرام تھا۔ اس پروگرام میں بھی مرکزی خطاب جناب عبداللہ سلیم کا ہوا۔ اُن کے خطاب کا دورانیہ 70 منٹ تھا۔ پروگرام میں طالبات کی حاضری 40 کے قریب تھی۔

معمول کے دروس قرآن

اس ماہ جناب عبداللہ سلیم کے معمول کے دروس بھی جاری رہے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ہفتہ وار دروس: معمول کے مطابق بروز جمعرات بعد از نماز عشاء ہفتہ وار درس جناب سید مطہر طارق محاسن شاہی کے ہاں جاری رہا۔ موصوف افطاری کا بھی اہتمام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

ماہانہ دروس: ماہانہ دروس کے سلسلے میں پہلا درس قرآن جناب عبداللہ سلیم کی رہائش گاہ پر ہوا۔

دوسرا درس میاں محمد یونس کی رہائش گاہ پر ہوا۔ میاں صاحب لیدر گارمنٹس کے کاروبار سے وابستہ ہیں۔ درس کے بعد انہوں نے بھرپور افطار ڈنر کا اہتمام کیا۔ یہاں مرد و خواتین شرکاء کی مجموعی تعداد 150 کے قریب تھی۔

تیسرا ماہانہ درس ماہ ستمبر کے دوسرے جمعۃ المبارک مسجد العزیز اولڈ سول لائنز میں ہوا۔ یہاں لیلۃ القدر کے حوالے سے مفصل گفتگو ہوئی۔ پروگرام کے اختتام پر نمازی حضرات کی طرف سے افطار کا اہتمام کیا گیا تھا۔

آخری عشرہ میں ختم قرآن کی محافل سے خطاب

1۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا خطاب الحافظ گارڈن کی مسجد میں ہوا۔ یہاں حافظ عامر مسعود نے نماز تراویح کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ 23ویں شب کو ختم القرآن کی اسی محفل میں 35 منٹ کا بہت مؤثر اور بھرپور خطاب ہوا۔ یہاں مرد و خواتین کی حاضری 60 کے قریب تھی۔

2۔ 26ویں شب کو جناب احسن حفیظ ایڈووکیٹ کی رہائش پر ختم قرآن کے محفل سے خطاب ہوا۔ موصوف موجودہ صوبائی وزیر خوراک جناب ندیم کامران کے ہم زلف اور سابق نگران وزیر اعلیٰ پنجاب جسٹس (ر) اعجاز نثار کے کزن ہیں۔ پروگرام میں معززین شہر (خواتین وحضرات) کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

3۔ 27ویں شب کو دو خطابات ہوئے۔ پہلا خطاب فرید ٹاؤن کی جامع مسجد قدس اہل حدیث میں ہوا۔ یہ خطاب پون گھنٹے پر محیط تھا۔ دوسرا خطاب میاں محمد یونس کی رہائش گاہ پر رات بارہ بجے ہوا۔ جس میں معززین شہر، وکلاء، ڈاکٹرز اور دیگر حضرات نے بھرپور شرکت کی۔ آدھا گھنٹہ خطاب کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی۔

4۔ 28ویں شب عبداللہ سلیم کی رہائش گاہ پر خطاب ہوا، جہاں ان کے بیٹے عزیزم حافظ سعاد عبداللہ نے نماز تراویح میں قرآن پاک ختم کیا۔ ان کے برادر عزیز عبداللہ نعیم کے بیٹے عزیزم حافظ سعد عبداللہ نے اپنے گھر میں قرآن حکیم کی کچھ سورتیں نماز تراویح میں سنائیں۔ آدھا گھنٹہ کے اس خطاب میں 70 خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ آخر میں ان بچوں کے لیے دعائے خیر کی گئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو ان بچوں کے حق میں حجت بنائے اور انہیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اس ماہ کا آخری پروگرام میاں لطیف صاحب کی رہائش گاہ پر ہوا، جہاں ان کے بیٹے حافظ بشیر احمد نے قرآن سنایا تھا۔ شرکاء (خواتین وحضرات) کی تعداد 70 کے قریب تھی۔ یہاں آدھا گھنٹہ خطاب ہوا اور اُس کے بعد دعا ہوئی۔

خطاب قبل از نماز جمعہ:

جمعۃ الوداع کا خطاب ساہیوال میں ڈاکٹر سرفراز احمد کے قائم کردہ معروف ادارے جامعہ رحیمیہ میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ راہ حق میں کی جانے والی ان کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور عبداللہ سلیم اور ان کے ساتھیوں کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین۔ [مرتب: محمد حارث]

رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد کے زیر اہتمام پروگرام

استقبال رمضان پروگرام

استقبال رمضان المبارک کے سلسلے میں تین روزہ دعوتی پروگرام پینگاں والی گراؤنڈ پیپلز کالونی میں منعقد ہوا۔ اس میں بالترتیب پروفیسر خان محمد، محمد رشید عمر اور ڈاکٹر عبدالسمیع نے خطاب کیا۔ پروگرام میں اوسطاً 50 مرد اور 30 خواتین نے شرکت کی۔

امسال فیصل آباد میں سات مختلف مقامات پر ترجمہ وخلاصہ قرآن مجید کے پروگرام منعقد ہوئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دورہ ترجمہ قرآن

1۔ قرآن اکیڈمی، سعید کالونی نمبر 2 میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے نماز تراویح کے ساتھ مکمل ترجمۂ قرآن بیان کیا۔ یہ پروگرام نماز عشاء تا رات تین بجے تک رہتا۔ یہاں اوسط حاضری 40 رہی، جبکہ آخری عشرے میں یہ تعداد 60 تک پہنچ گئی۔

2۔ جامع مسجد العزیز، پیپلز کالونی میں جناب رشید عمر نے بعد از نماز تراویح مکمل ترجمہ قرآن بیان کیا۔ یہاں اوسط حاضری 20 رہی، جبکہ آخری عشرے میں یہ تعداد 40 تک پہنچ گئی۔

3۔ الہدیٰ لائبریری، منصور آباد میں محمد فاروق نذیر نے نماز تراویح کے ساتھ مکمل ترجمہ قرآن بیان کیا۔ یہاں اوسط حاضری 15 رہی۔

4۔ فہم القرآن اکیڈمی، لاثانی ٹاؤن میں نماز تراویح کے بعد محمد نعمان اصغر نے مکمل ترجمہ قرآن بیان کیا۔ یہاں اوسط حاضری 25 رہی۔

خلاصہ مضامین قرآن مجید:

1۔ جامع مسجد اتفاق، مدینہ ٹاؤن میں سید کفیل احمد ہاشمی نے نماز تراویح کے بعد قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا۔ اوسط حاضری 20 رہی۔

2۔ العزیز یہ مسجد، عزیزہ فاطمہ ٹرسٹ ہسپتال میں نیوروسرجن ڈاکٹر نعیم الرحمٰن نے نماز فجر کے بعد قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا۔ اوسط حاضری 120 رہی۔

3۔ جامع مسجد اتحاد اسلامی، طارق ٹاؤن ڈائیوو روڈ میں فیضان حسن جاوید نے قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا۔

might be a contributor to political incompetence and its desire to control national security policies might be a function of its pursuit of domestic political power are hardly ever taken into account.

"Washington should no longer condone the Pakistani military's support of Islamic militants, its use of its intelligence apparatus for controlling domestic politics, and its refusal to cede power to a constitutional democratic government. As an aid donor, Washington has become one of Pakistan's most important benefactors, but a large part of US economic assistance since September 11, 2001 has been used to pay down Pakistan's foreign debt. Because Washington has attached a few conditions to US aid, the spending patterns of Pakistan's government have not changed significantly. The country's military spending continues to increase, and spending for social services is well below the level required to improve living conditions for ordinary Pakistanis. The United States must use its aid as a lever to influence Pakistan's domestic policies. Even though Musharraf's selective cooperation in hunting down Al-Qaeda terrorists is a positive development, Washington must not ignore Pakistan's state sponsorship of Islamist militants, its pursuit of nuclear weapons and missiles at the expense of education and healthcare, and its refusal to democratise; each of these issues is directly linked to the future of Islamic radicalism.

"The United States clearly has a few good short-term policy options in relation to Pakistan. American policymakers should endeavour to recognise the failings of their past policies and avoid repeating their mistakes. The United State has sought short-term gains from its relationship with Pakistan, inadvertently accentuating that country's problems in the process. Pakistan's civil and military elite, on the other hand, must understand how their three-part paradigm for state and nation building has led Pakistan from one disaster to the next. Pakistan was created in a hurry and without giving detailed thought to various aspects of national and state building. Perhaps it is time to rectify that mistake by taking a long-term view. Both Pakistan's elite and their US benefactors would have to participate in transforming Pakistan into a functional, rather than ideological, state."

Once these considered suggestions and proposals made by the current Pakistan ambassador are analysed in today's context, there will be few left who would continue to search for the source of the insulting conditions which the Kerry-Lugar Bill has imposed on Pakistan. (Courtesy: The News)

قرآن کا پیغام | خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالاتِ حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 750/روپے ﴿TDK کیسٹ﴾

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پے آرڈر/ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی

A/67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے
فون نمبرز 6316638/6366638 فیکس: 6271241
Email:markaz@tanzeem.org
websit:www.tanzeem.org

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

Mystery of Kerry-Lugar conditions solved?

ISLAMABAD: Intense search has begun in political and media circles to find out who is the father of the Pakistan Army and ISI-specific conditions in the Kerry-Lugar Bill, which ultimately led to the assertive statement issued by the 122nd corps commanders' meeting on Wednesday. But the search will not be too difficult.

All fingers point to the Pakistani lobbyists in Washington who were hired by the Pakistan Embassy after the PPP government came into power in 2008. These lobbyists, including Mark A Siegel and Cassidy and Associates, were supposed to work for Pakistan and were paid million of dollars, but they were actually lobbying against Pakistan and were trying to get anti-Pakistan conditions inserted in the Kerry-Lugar Bill.

Experts, who know Washington, say the lobbyists do only what their client tells them. In the case of the Kerry-Lugar Bill, the client has been the Pakistan Embassy, so the buck will have to stop at the Pakistani mission in Washington DC.

But according to one expert, the details of all these Army-specific conditions were spelled out in a well-publicised book published by a Pakistani scholar-cum-journalist-cum-diplomat, way back in January 2006.

The language in which the scholar, Husain Haqqani, now Pakistan's ambassador in Washington and the main proponent of the Kerry-Lugar Bill, had urged Washington to put these conditions on Pakistan would shock everyone, when read in today's context.

For instance, the book "Pakistan between Mosque and Military" states categorically that "the United States must use its aid as a lever to influence Pakistan's domestic policies." The book states: "Washington should no longer condone the Pakistani military's support of Islamic militants, its use of its intelligence apparatus for controlling domestic politics, and its refusal to cede power to a constitutional democratic government."

At another place the book says: "Because Washington has attached a few conditions to US aid, the spending patterns of Pakistan's government have not changed significantly. The country's military spending continues to increase..."

On pages 327 to 329, Haqqani says: "Unlike governments in other Muslim countries like Egypt and Turkey, Pakistan's government - particularly its military - has encouraged political and radical Islam, which otherwise has a relatively narrow base of support. Democratic consensus on limiting or reversing Islamisation would gradually roll back the Islamist influence in Pakistani public life. Islamists would maintain their role as a minority pressure group representing a particular point of view, but they would stop wielding their current disproportionate influence over the country's overall direction.

"The United States can help contain the Islamists' influence by demanding reform of those aspects of Pakistan's governance that involve the military and security services. Until now, the United States has harshly berated corrupt or ineffective Pakistani politicians but has only mildly criticised the military's meddling. Between 1988 and 1999, when civilians ostensibly governed Pakistan, US officials routinely criticised the civilians' conduct but refrained from commenting on the negative role of the military and the intelligence services despite overwhelming evidence of that role. ISI manipulation of the 1988, 1990, and 1997 elections went unnoticed publicly by the United States while the Pakistan military's recitation of politicians' failings was generally accepted without acknowledging the impacts of limits set for the politicians by the military. The United States appears to accept the Pakistani military's falsified narrative of Pakistan's recent history, at least in public. It is often assumed that the military's intervention in politics is motivated by its own concern over national security and the incompetence of politicians. That the military

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH ASPARTAME

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion

M-1000/DMU/04-08